Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 61

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 41

شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

24 ذیقعدہ 1433 ہجری قمری 11 تبوک 1391 ہش 11 / اکتوبر 2012ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا فی عمرہ و امرہ۔

میرے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَھۡزِءِیۡنَ۔ (یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں) کی گرفت میں آجائے گا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر لے گا۔

ارشادات عالیہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج کل پریس اور دوسرا الیکٹرونک میڈیا، انٹرنیٹ وغیرہ جو ہے، اس پر مسلم اور غیر مسلم دنیا میں ایک موضوع بڑی شدت سے موضوعِ بحث بنا ہوا ہے اور یہ ہے ناموسِ رسالت کی پاسداری یا توہینِ رسالت کا قانون۔ ایک سچے مسلمان کے لئے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اس کے لئے سخت بے چینی کا باعث ہے کہ کسی بھی رسول کی، کسی بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی اہانت کی جائے اور اس کی ناموس پر کوئی حملہ کیا جائے۔ اور جب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ کی ذات کا سوال ہو جنہیں خدا تعالیٰ نے افضل الرسل فرمایا ہے تو ایک حقیقی مسلمان بے چین ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی گردن تو کٹوا سکتا ہے، اپنے بچوں کو اپنے سامنے قتل ہوتے ہوئے تو دیکھ سکتا ہے، اپنے مال کو لٹتے ہوئے دیکھ سکتا ہے لیکن اپنے آقا و مولیٰ کی توہین تو ایک طرف، کوئی ہلکا سا ایسا لفظ بھی نہیں سن سکتا جس میں سے کسی قسم کی بے ادبی کا ہلکا سا بھی شائبہ ہو۔

مَیں تو آج صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اگر کوئی ہاتھ ڈالنے کی ہلکی سی بھی کوشش کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کہ اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَھۡزِءِیۡنَ (الحجر: 96)۔ یقیناً ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں، کی گرفت میں آجائے گا اور اپنی دنیا و آخرت برباد کر لے گا۔ میرے آقائے دو جہانؐ کا مقام تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و مرتبے کی ہر آن اس طرح حفاظت فرما رہا ہے کہ جس تک دنیا والوں کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ آپ کے مقام، آپ کے مرتبے، آپؐ کی عزت کو ہر لحہ بلند تر کرتے چلے جانے کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یوں فرمایا ہے۔ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ (الاحزاب:57) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی کریم پر درود بھیجتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ مقام جو صرف اور صرف آپؐ کو ملا ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہیں ہوئے۔ اور اس مقام کو اس زمانے میں سب سے زیادہ آنحضرتؐ کے عاشقِ صادق نے سمجھا ہے اور ہمیں بتایا ہے۔ آپ علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر قسم کی بد تحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57)۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر''۔

فرمایا کہ: ''اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 23-24 مطبوعہ ربوہ)

پس آج یہ صدق و وفا ہے جس کا اُسوہ ہمارے سامنے آنحضرتؐ نے قائم فرمایا ہے۔ یہ صدق و وفا کا تعلق آنحضرت نے کس سے دکھایا؟ یہ تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے دکھایا۔ پس اگر ہم نے آنحضرت کی پیروی کرنی ہے اور آپؐ کی اُمّت کے ان افراد میں شامل ہونا ہے جو مومن ہونے کا حقیقی حق ادا کرنے والے ہیں تو پھر ہمیں صدق و وفا کے ساتھ اُن باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جن کا حکم ہمیں خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔ اپنی زبانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے تَر رکھنا ہے تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پا سکیں، تاکہ ہم اُن برکتوں سے فیض پا سکیں جو اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تمام حدود و قیود سے باہر تھی۔ اس لئے آپؐ کو یہ مقام ملا کہ اللہ اور اس کے فرشتے آپؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اس لئے مومنوں کو بھی حکم ہے کہ درود بھیجیں اور درود بھیجتے ہوئے اُن احسانات کو سامنے رکھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کئے۔ ہمیں ایک ایسے دین سے آگاہ کیا جو خدا تعالیٰ سے ملانے والا ہے۔ ہمارے سامنے وہ اخلاق رکھے جو خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی غیرت اور توحید کے قیام کے لئے نمونے قائم کئے تو عبدِ کامل بن کر عبادتوں کے حق بھی ادا کئے۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت کا اعلیٰ نمونہ ہمارے سامنے قائم فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کا بے مثال اسوہ بھی ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کو ہر حالت میں سچائی پر چلنے، امانت و دیانت کا حق ادا کرنے، اپنے عہدوں کو پورا کرنے، رحمی رشتوں کا پاس کرنے، مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور اُن سے محبت اور شفقت کا سلوک کرنے، صبر اور حوصلہ دکھانے، عفو کا سلوک کرنے، عاجزی اور انکساری دکھانے اور ہر حالت میں خدا تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کے علاوہ بہت سارے احکامات ہیں تو اس کی اعلیٰ ترین مثالیں بھی آپؐ نے ہمارے سامنے قائم فرمائیں۔ پس مومن کا یہ فرض ہے کہ جب اپنے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے تو ان نمونوں کو قائم کرنے کی کوشش کرے، تب اُس صدق و وفا کا اظہار ہوگا جو ایک مومن اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا ہے۔ اور پھر آپ کے واسطے سے خدا تعالیٰ سے صدق و وفا کا یہ تعلق ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر ہی آنحضرتؐ پر بھیجا جانے والا درود، وہ درود کہلائے گا جو شکر گزاری کے طور پر ہوگا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ جنوری ۲۰۱۱ مطبوعہ بدر ۷ اپریل ۲۰۱۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اسلام دشمنی کی حقیقت اور اُس کا تدارک

قسط: اول

گزشتہ کچھ برسوں سے خاص طور سے مغربی ممالک اور امریکہ میں یہ ایک چلن بن گیا ہے کہ اسلام کی توہین کی جائے۔ اسلام کی پرامن، صلح بخش تعلیمات پر پردہ ڈال کر اُسے ایک خوفناک، پرتشدد صبر و ظلم کا مذہب ٹھہرایا جائے۔ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھلواڑ کرکے اُنہیں بھڑکایا جائے اور جب مسلمان اس کے ردعمل کے طور پر مظاہرہ کریں اور ان مظاہروں میں توڑ پھوڑ بھی شامل ہوجائے تو اُنہیں ظالم و جابر کا نام دیا جائے اور اس بات کو میڈیا کے ذریعہ اس قدر اچھالا جائے کہ لوگوں کے ذہنوں میں بات یہ بیٹھ جائے کہ اسلام تشدد کا مذہب ہے۔ ہمیں چندسال قبل ڈنمارک میں بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے گستاخانہ کارٹون کا واقعہ یاد ہے۔ ان کارٹونوں میں نعوذ باللہ سرورِ کائنات فخر موجودات سید المعصومین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک ایسے دہشت گرد کے طور پر دکھایا گیا ہے جس کی پگڑی میں بم بندھا ہوا ہو۔ فلوریڈا کے ایک بدبخت ظالم پادری ٹوری جونس کو قرآن مجید جلانے کا اعلان کرتے ہوئے بھی سنا گیا۔ جونس کے مطابق نعوذ باللہ قرآن مجید تشدد کا سبق دیتا ہے اس لئے وہ اس مقدس صحیفہ کو جلانا چاہتا ہے اور اس کی خاک اُڑانا چاہتا ہے۔ اسی طرح افغانستان میں امریکی فوجیوں کو قرآن مجید کے نسخہ جات جلاتے ہوئے بھی ہم نے دیکھا۔ جس کے ذریعہ ایک بار پھر اسلام دشمنی کا مظاہرہ علی الاعلان کیا گیا۔

اس کڑی میں حالیہ کام سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کا معاملہ ہے۔ اسلام سے نفرت کرنے والے سخت گیر امریکی قبطی ایک عیسائی نے ''انوسینس آف مسلمز'' نامی اسلام مخالف فلم بنائی اور انٹرنیٹ میں اسے اپ لوڈ کردیا۔ اس انتہائی فحش اور ناپاک ہتک آمیز فلم میں سید المعصومین سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت مقدسہ پر انتہائی گھناؤنے الزامات لگائے گئے ہیں اور آپؐ کی توہین کی گئی ہے اور اس ناپاک توہین کو مغربی معاشرے کا ایک طبقہ ہلکا پھلکا مذاق قرار دیکر دبے لفظوں میں صحیح کہنے کا جواز تلاش کررہا ہے۔ اس فلم کے انٹرنیٹ پر آنے سے مسلم دنیا میں خصوصاً اور تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی مسلمان موجود ہیں سخت ردعمل سامنے آیا ہے۔ جس کی شروعات لیبیا میں امریکہ مخالف مظاہروں اور امریکی سفیر کرسٹوفر اسٹیون اور ان کے چار دیگر سفارتی عملہ کے ساتھیوں کے قتل سے ہوئی۔ اس کے بعد مصر، یمن، پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا وغیرہ دیگر ممالک میں بھی اسی قسم کے مظاہرے شروع ہوگئے۔

اگر جائزہ لیا جائے اور انٹرنیٹ کی دنیا میں و میڈیا پر جائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا بھر میں کئی فلمیں آنحضرت ﷺ کی زندگی پر بنائی گئی ہیں۔ ان میں زیادہ تر ہمیں مغربی ممالک میں بنی نظر آتی ہیں۔ اور یہ کوئی پہلی فلم نہیں ہے جس میں سید المعصومین کے خاکے پیش کئے گئے ہوں اور اسلام کی تصویر کو مسخ کیا گیا ہو اور مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکا کر روٹیاں سینکی گئی ہوں۔ دنیا بھر میں مذہبی موضوعات سب سے زیادہ باعث تنازعہ رہے ہیں۔ لیکن گلوبلائزیشن کے بعد سب سے زیادہ تنازعات اسلام اور بانی اسلام سید المعصومین حضرت محمد ﷺ کے متعلق کھڑے کئے گئے ہیں۔ ایک لمبی فہرست ہے جو اس سلسلہ میں پیش کی جاسکتی ہے۔ ہالینڈ کی دائیں بازو فریڈم پارٹی کے متنازعہ ممبر پارلیمنٹ گیرٹ ولڈرس نے اسلام مخالف فلم بعنوان ''فتنہ'' تیار کی۔ نہ صرف خود اس کی کہانی لکھی بلکہ اس کے لئے فنڈ کا انتظام کیا۔ اس میں قرآن مجید اور اسلام کے خلاف نازیبا ڈائیلاگ کی بھرمار ہے۔ اس سے قبل Islam what the west need to know اسلام کے بارے میں مغرب کو کیا جاننے کی ضرورت ہے۔ نامی ایک ڈاکومنٹری فلم Quixotic media کے ذریعہ بنائی گئی اسی طرح مسلسل کبھی Obsession: Redicah Islam's war against the west (بعنوان جنون بنیاد پرست اسلام کی مغرب ممالک جنگ) کے نام پر تو کبھی Submission (وقف) کے نام پر تو کبھی Under cover mosque (خفیہ مساجد) کے نام پر اسلام مخالف فلموں کی لمبی تاریخ ہے۔ اور اب اسی کڑی میں تازہ نام Innocence Muslims (مسلمانوں کی بےوقوفیاں) کا جڑ گیا ہے۔

مسلمان جو اپنے نبی کریم کی عزت و ناموس کو دنیا میں سب سے افضل مانتے ہیں اور اپنے نبی کریم کی ہتک پر جان دینے کو تیار ہیں اس حالیہ فلم کے ریلیز ہونے پر احتجاج کیلئے سڑکوں پر اُتر پڑے ہیں۔ ساری دنیا میں ایک افراتفری کا عالم ہے۔ امریکی سفارتخانوں کے خلاف متعدد ممالک میں بڑے پیمانے پر مظاہرے ہورہے ہیں۔ کئی ممالک U.tube سے اس ناپاک فحش فلم کو ہٹانے کی مانگ کررہے ہیں جبکہ کئی ممالک نے اس ویڈیو کلپ کو اپنے یہاں دکھائے جانے پر پابندی عائد کردی ہے۔ اور کئی ممالک نے اسے ہٹا دیا ہے لیکن امریکہ اور مغربی ممالک کا اب بھی یہ موقف ہے کہ اظہار آزادی برقرار رہنی چاہیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب بھی دنیا کے کئی ممالک میں امریکہ اور اس فلم کے خلاف سڑکوں پر مظاہرے کئے جارہے ہیں۔ ان مظاہروں میں تشدد کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں۔ پاکستان میں ان مظاہروں کے دوران کئی مسلمان مارے گئے۔ مشتعل ہجوم نے ملکی املاک کو نقصان پہنچایا۔ اسی دوران آگ زنی، غارت گری کی خبریں پڑھنے کو ملیں۔ ایسے حالات میں غلط عناصر فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور مشتعل ہجوم کے نام پر فرقہ وارانہ فسادات پھیلانے کی تاک میں رہتے ہیں۔ مغربی ممالک بجائے اس کے کہ اپنے فعل پر شرمندہ ہوں، فرانس کے ایک رسالہ نے جلتی آگ میں گھی کا کام کرتے ہوئے ایک رسالہ میں بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاکے شائع کردیئے ہیں اور اسی تسلسل میں اسپین نے بھی خاکے شائع کئے ہیں۔ سوشل میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے اس غلط استعمال سے مذہبی دشمنی نکالنے کے اس اوچھے اور اخلاق سوز طرز عمل پر میڈیا نے سوال نہیں اُٹھائے بلکہ خاموشی سے اسے سراہا کہ یہ شخصی آزادی ہے، آزادی اظہار رائے ہے اور اسے آزادی جمہوریت کا نام دیا گیا۔ ساری دنیا کی صحافت اخلاق سوز فلم بنانے والے Sam Bacile اور Teri Jons کی مذمت کرنے کے بجائے الٹا مسلم احتجاج کو انتہا پسندی تشدد پسندی اور جہادی کہہ کر اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت پیش کررہی ہے۔

مختصر یہ کہ اس وقت دنیا ایک عجیب کشمکش میں نظر آتی ہے۔ مغربی طاقتیں تہذیبوں کے ٹکراؤ کو ہوا دیکر اپنے ذاتی مفاد کیلئے دنیا کے امن کو داؤ پر لگا رہی ہیں۔ نفرتوں کے لاوے اُبل رہے ہیں اور مذہبوں کے درمیان شدید نفرت اور تشدد کے بیج بوئے جارہے ہیں۔ یہ نفرتیں اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ ایک متعصب عیسائی ایک مسلمان کو اپنے ہاں برداشت نہیں کرپاتا اور ایک مسلم شک اور شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ دنیا آج ایک آتش فشاں پہاڑ کے دھانے پر بیٹھی ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے اور یہ آتش فشانی تہذیبوں کے ٹکراؤ کی صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے۔ مغربی ممالک اور اقتداری طاقتیں بجائے اس کے کہ دنیا میں قیام امن کی کوشش کریں اس بات کو ہوا دے رہی ہیں کہ کسی طرح ذاتی مفاد حاصل ہوں اور تیل کی دولت پر قبضہ کیا جائے اور دنیا کو اقتصادی طور پر اپنی انگلیوں پر نچایا جائے۔ یہ ناپاک فلم اس وقت ریلیز ہوئی جبکہ خصوصاً عرب ممالک میں گزشتہ ایک سال سے جاری عوامی تحریکوں کے بعد بمشکل کچھ امن قائم ہوا ہے اور لوگوں نے چین کی سانس لی ہے۔ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت یہ فلم اس وقت ریلیز کی گئی تا مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا جائے اور ایک تیر سے دو نشانے سادھے جائیں۔ جہاں ایک طرف اسلام دشمن نفرت کا اظہار کرکے اپنی سیاسی کرسی بچائی جائے اور ووٹ حاصل کئے جائیں وہاں دوسری طرف اسلاموفوبیا کو مزید بھڑکا کر مسلم ممالک پر اپنے ناجائز قبضوں کے جواز کو مزید تقویت دی جائے۔ اسلام دشمن طاقتیں یہی چاہتی ہیں کہ مسلمان احتجاج کرتے ہوئے آپے سے باہر ہوجائیں تاکہ عالمی برادری کو یہ باور کرایا جاسکے کہ ''مسلمان دہشت گرد ہیں اور اس لئے امریکہ اور ناٹو کو مسلم ممالک بالخصوص عراق، افغانستان، لیبیا پاکستان وغیرہ میں فوجی کاروائیاں کرنی پڑ رہی ہیں اور مستقبل میں بھی ایران اور شام پر فوجی کاروائیوں کے جواز کی راہ تلاش کی جائے''۔

سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ دنیا کا امن داؤ پر لگا ہوا ہو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اور قیام امن کی حقیقی راہیں کون سی ہیں جن پر چل کر ایک مسلمان اپنا اور اپنے مذہب و قوم کا صحیح عکس دنیا کے سامنے پیش کرسکے؟ کیا عالم اسلامی کے پاس کوئی صحیح قیادت ہے جو مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرسکے اور انہیں اس گرداب سے صحیح سلامت نکال سکے؟ ان تمام سوالات کے جوابات پر اگلی قسط میں گفتگو کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ (جاری)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے

کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے — کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مِرا دل اس نے روشن کردیا ہے — اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے
دل آفت زدہ کا دیکھ کر حال — مِرا زخم جگر بھی ہنس رہا ہے
ذرا آنکھیں تو کھولو سونے والو! — تمہارے سر پہ سورج آگیا ہے
مِرا ہر ذرّہ ہو قربانِ احمدؐ — مرے دِل کا یہی اِک مُدعا ہے
اُسی کے عشق میں نکلے مری جاں — کہ یادِ یار میں بھی اِک مزا ہے
مجھے اس بات پر ہے فخر محمود — مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
سنو اے دشمنانِ دین احمدؐ — نتیجہ بد زُبانی کا بُرا ہے
ہمارے انبیاء کو گالیاں دو — پھر اس کے ساتھ دعویٰ صلح کا ہے
گریبانوں میں اپنے منہ تو ڈالو — ذرا سوچو اگر کچھ بھی حیا ہے
ہماری صلح تم سے ہوگی کیوں کر — تمہارے دل میں جب یہ کچھ بھرا ہے
محمد کو برا کہتے ہو تم لوگ — ہماری جان و دل جس پر فدا ہے

(کلام محمود صفحہ ۴۶۔۴۷)

خطبہ جمعہ

دشمنانِ اسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بیہودہ اور لغو فلم بنائی ہے اور جس ظالمانہ طور پر اس فلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہانت کا اظہار کیا گیا ہے اس پر ہر مسلمان کا غم اور غصّہ ایک قدرتی بات ہے۔

اس عظیم محسنِ انسانیت کے بارے میں ایسی اہانت سے بھری ہوئی فلم پر یقیناً ایک مسلمان کا دل خون ہونا چاہئے تھا اور ہوا اور سب سے بڑھ کر ایک احمدی مسلمان کو تکلیف پہنچی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلام صادق کے ماننے والوں میں سے ہیں۔ جس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مقام کا اِدراک عطا فرمایا۔ پس ہمارے دل اس فعل پر چھلنی ہیں۔ ہمارے جگر کٹ رہے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ ان ظالموں سے بدلہ لے۔ اُنہیں وہ عبرت کا نشان بنا جو رہتی دنیا تک مثال بن جائے۔

یہ لوگ جو اپنی ضد کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی پکڑ میں آئیں گے۔

ان لوگوں کی بیہودہ گوئیوں اور ظلموں اور استہزاء سے اُس عظیم نبی کی عزت و ناموس پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تو ایسا عظیم نبی ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ مومنوں کا کام ہے کہ اپنی زبانوں کو اس نبی پر درود سے تر رکھیں۔ اور جب دشمن بیہودہ گوئی میں بڑھے تو پہلے سے بڑھ کر درود و سلام بھیجیں۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ ردّعمل دکھانا چاہئے کہ درود شریف سے اپنے ملکوں، اپنے علاقوں، اپنے ماحول کی فضاؤں کو بھر دیں۔ یہ ردّعمل ہے۔ یہ ردّعمل تو بے فائدہ ہے کہ اپنے ہی ملکوں میں اپنی ہی جائیدادوں کو آگ لگائی جائے یا اپنے ہی ملک کے شہریوں کو مارا جائے یا جلوس نکل رہے ہیں تو پولیس کو مجبوراً اپنے ہی شہریوں پر فائرنگ کرنی پڑے اور اپنے لوگ ہی مر رہے ہوں۔

دنیا کے امن کے لئے بھی ضروری ہے کہ اس کو بھی یو این او کے امن چارٹر کا حصہ بنایا جائے کہ کوئی ممبر ملک اپنے کسی شہری کو اجازت نہیں دے گا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔

مسلمان اگر اپنی اہمیت کو سمجھیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ ملکوں کے اندر مذہبی جذبات کے احترام کے قانون بنوا سکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ اس طرف توجہ نہیں ہے۔ جو جماعت توجہ دلاتی ہے یعنی جماعت احمدیہ، اُس کی مخالفت میں کمربستہ ہیں اور دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔

(کراچی کے دو شہداء مکرم نوید احمد صاحب ابن مکرم ثناء اللہ صاحب اور مکرم محمد احمد صدیقی صاحب ابن مکرم ریاض احمد صدیقی صاحب کی شہادت کا تذکرہ۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21ر ستمبر 2012ء بمطابق 21ر تبوک 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب: 57-58)

ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، تم بھی اُس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اُس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں، اللہ نے اُن پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اُس نے اُن کے لئے رُسوا کُن عذاب تیار کیا ہے۔

آجکل مسلم دنیا میں، اسلامی ممالک میں بھی اور دنیا کے مختلف ممالک میں رہنے والے مسلمانوں میں بھی اسلام دشمن عناصر کے انتہائی گھٹیا، گھناؤنے اور ظالمانہ فعل پر شدید غم و غصّہ کی لہر دوڑی ہوئی ہے۔ اس غم و غصہ کے اظہار میں مسلمان یقیناً حق بجانب ہیں۔ مسلمان تو چاہے وہ اس بات کا صحیح ادراک رکھتا ہے یا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقام کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے مرنے کٹنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ دشمنانِ اسلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بیہودہ اور لغو فلم بنائی ہے اور جس ظالمانہ طور پر اس فلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہانت کا اظہار کیا گیا ہے اس پر ہر مسلمان کا غم اور غصّہ ایک قدرتی بات ہے۔

وہ محسنِ انسانیت، رحمت للعالمین اور اللہ تعالیٰ کا محبوب جس نے اپنی راتوں کو بھی مخلوق کے غم میں جگایا، جس نے اپنی جان کو مخلوق کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے اس درد کا اظہار کیا اور اس طرح غم میں اپنے آپ کو مبتلا کیا کہ عرش کے خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا تو ان لوگوں کے لئے کہ کیوں یہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو نہیں پہچانتے، ہلاکت میں ڈال لے گا؟ اس عظیم محسنِ انسانیت کے بارے میں ایسی اہانت سے بھری ہوئی فلم پر یقیناً ایک مسلمان کا دل خون ہونا چاہئے تھا اور ہوا اور سب سے بڑھ کر ایک احمدی مسلمان کو تکلیف پہنچی کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور غلام صادق کے ماننے والوں میں سے ہیں۔ جس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مقام کا اِدراک عطا فرمایا۔ پس ہمارے دل اس فعل پر چھلنی ہیں۔ ہمارے جگر کٹ رہے ہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں کہ ان ظالموں سے بدلہ لے۔ اُنہیں وہ عبرت کا نشان بنا جو رہتی دنیا تک مثال بن جائے۔ ہمیں تو زمانے کے امام نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ادراک عطا فرمایا ہے کہ جنگل کے سانپوں اور جانوروں سے صلح ہو سکتی ہے لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت خاتم الانبیاءؐ کی توہین کرنے والے اور اُس پر ضد کرتے چلے جانے والے سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور وہ اس بے عزتی سے

مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور اُن کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ اُن کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اُن کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کرلیں تو یہ ممکن ہے۔ مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کرسکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجامکار دلوں کو فتح کرلیتے ہیں۔ مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ ملک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے ہیں......‘‘۔ فرمایا کہ ’’تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اُس کے اُن پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے‘‘۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 385 تا 387)

اس زمانے میں اخباروں اور اشتہاروں کے ساتھ میڈیا کے دوسرے ذرائع کو بھی اس بیہودہ چیز میں استعمال کیا جارہا ہے۔ پس یہ لوگ جو اپنی ضد کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے مقابلہ کررہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی پکڑ میں آئیں گے۔ یہ ضد پر قائم ہیں اور ڈھٹائی سے اپنے ظالمانہ فعل کا اظہار کرتے چلے جارہے ہیں۔

2006ء میں جب ڈنمارک کے خبیث الطبع لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیہودہ تصویریں بنائی تھیں تو اُس وقت بھی مَیں نے جہاں جماعت کو صحیح ردّعمل دکھانے کی طرف توجہ دلائی تھی وہاں یہ بھی کہا تھا کہ یہ ظالم لوگ پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس پر بس نہیں ہوگی۔ اس احتجاج وغیرہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جواب مسلمانوں کی طرف سے ہورہا ہے بلکہ آئندہ بھی یہ لوگ ایسی حرکات کرتے رہیں گے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُس سے بڑھ کر یہ بیہودگی اور ظلم پر اتر آئے ہیں اور اُس وقت سے آہستہ آہستہ اس طرف ان کا یہ طریق بڑھتا ہی جارہا ہے۔

پس یہ ان کی اسلام کے مقابل پر ہزیمت اور شکست ہے جو ان کو آزادیٔ خیال کے نام پر بیہودگی پر آمادہ کررہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یاد رکھیں کہ یہ لوگ اپنی قوم کے بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔ یہ بات ایک دن ان قوموں کے لوگوں پر بھی کھل جائے گی۔ ان پر واضح ہوجائے گا کہ آج جو کچھ بیہودہ گوئیاں یہ کررہے ہیں، وہ ان کی قوم کے لئے نقصان دہ ہے کہ یہ لوگ خودغرض اور ظالم ہیں۔ ان کو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ کسی بات سے سروکار نہیں ہے۔

اس وقت تو آزادیٔ اظہار کے نام پر سیاستدان بھی اور دوسرا طبقہ بھی بعض جگہ کھل کر اور اکثر دبے الفاظ میں ان کے حق میں بھی بول رہا ہے اور بعض دفعہ مسلمانوں کے حق میں بھی بول رہا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اب دنیا ایک ایسا گلوبل ویلیج بن چکی ہے کہ اگر کھل کر برائی کو برائی نہ کہا گیا تو یہ باتیں ان ملکوں کے امن وسکون کو بھی برباد کردیں گی اور خدا کی لاٹھی جو چلنی ہے وہ علیحدہ ہے۔

امام الزمان کی یہ بات یاد رکھیں کہ ہر فتح آسمان سے آتی ہے اور آسمان نے یہ فیصلہ کرچھوڑا ہے کہ جس رسول کی تم ہتک کرنے کی کوشش کررہے ہو اُس نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ اور غالب، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، دلوں کو فتح کرکے آنا ہے۔ کیونکہ پاک کلام کی تاثیر ہوتی ہے۔ پاک کلام کو ضرورت نہیں ہے کہ شدت پسندی کا استعمال کیا جائے یا بیہودہ گوئی کا بیہودہ گوئی سے جواب دیا جائے۔ اور یہ بدکلامی اور بدنوائی جو ان لوگوں نے شروع کی ہوئی ہے، یہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ختم ہوجائے گی۔ اور پھر اس زندگی کے بعد ایسے لوگوں سے خدا تعالیٰ نبٹے گا۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اُن کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا کام اس رسول پر درود اور سلام بھیجنا ہے۔ ان لوگوں کی بیہودہ گوئیوں اور ظلموں اور استہزاء سے اُس عظیم نبی کی عزت وناموس پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تو ایسا عظیم نبی ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ مومنوں کا کام ہے کہ اپنی زبانوں کو اس نبی پر درود سے تر رکھیں۔ اور جب دشمن بیہودہ گوئی میں بڑھے تو پہلے سے بڑھ کر درود وسلام بھیجیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ یہی درود ہے اور یہی نبی ہے جس کا دنیا میں غلبہ مقدر ہوچکا ہے۔

پس جہاں ایک احمدی مسلمان اس بیہودہ گوئی پر کراہت اور غم وغصّہ کا اظہار کرتا ہے وہاں ان لوگوں کو بھی اور اپنے اپنے ملکوں کے ارباب حل وعقد کو بھی ایک احمدی اس بیہودہ گوئی سے باز رہنے اور روکنے کی طرف توجہ دلاتا ہے اور دلانی چاہئے۔ دنیاوی لحاظ سے ایک احمدی اپنی سی کوشش کرتا ہے کہ اس سازش کے خلاف دنیا کو اصل حقیقت سے آشنا کرے اور اصل حقیقت بتائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلو دکھائے۔ اپنے ہر عمل سے آپ کے خوبصورت اُسوہ حسنہ کا اظہار کرکے اور اسلام کی تعلیم اور آپ کے اسوہ حسنہ کی عملی تصویر بن کر دنیا کو دکھائے۔ ہاں ساتھ ہی یہ بھی جیسا کہ مَیں نے کہا کہ درود وسلام کی طرف بھی پہلے سے بڑھ کر توجہ دے۔ مرد، عورت، جوان، بوڑھا، بچہ اپنے ماحول کو، اپنی فضاؤں کو درود وسلام سے بھر دے۔ اپنے عمل کو اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ بنادے۔ پس یہ خوبصورت ردّعمل ہے جو ہم نے دکھانا ہے۔

باقی ان ظالموں کے انجام کے بارے میں خدا تعالیٰ نے دوسری آیت میں بتا دیا ہے کہ رسول کو اذیت پہنچانے والے یا اس زمانے میں حقیقی مومنوں کا دل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے حوالے سے تکلیف پہنچا کر چھلنی کرنے والوں سے خدا تعالیٰ خود نپٹ لے گا۔ ان لوگوں پر اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اس لعنت کی وجہ سے وہ اور زیادہ گندگی میں ڈوبتے چلے جائیں گے۔ اور مرنے کے بعد ایسے لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ نے رُسواکُن عذاب مقدر کیا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس یہ لوگ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی لعنت کی صورت میں اور مرنے کے بعد رُسواکُن عذاب کی صورت میں اپنے انجام کو پہنچیں گے۔

جو دوسرے مسلمان ہیں، ان مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق یہ ردّعمل دکھانا چاہئے کہ درود شریف سے اپنے ملکوں، اپنے علاقوں، اپنے ماحول کی فضاؤں کو بھر دیں۔ یہ ردّعمل ہے۔

یہ ردّعمل تو بے فائدہ ہے کہ اپنے ہی ملکوں میں اپنی ہی جائیدادوں کو آگ لگائی جائے یا اپنے ہی ملک کے شہریوں کو مارا جائے یا جلوس نکل رہے ہیں تو پولیس کو مجبوراً اپنے ہی شہریوں پر فائرنگ کرنی پڑے اور اپنے لوگ ہی مر رہے ہوں۔

اخبارات اور میڈیا کے ذریعے سے جو خبریں باہر آرہی ہیں، اُن سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر شریف الطبع مغربی لوگوں نے بھی اس حرکت پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور کراہت کا اظہار کیا ہے۔ وہ لوگ جو مسلمان نہیں ہیں لیکن جن کی فطرت میں شرافت ہے انہوں نے امریکہ میں بھی اور یہاں بھی اس کو پسند نہیں کیا۔ لیکن جو لیڈرشپ ہے وہ ایک طرف تو یہ کہتی ہے کہ یہ غلط ہے اور دوسری طرف آزادی اظہار وخیال کو آڑ بنا کر اس کی تائید بھی کرتی ہے۔ یہ دوعملی نہیں چل سکتی۔ آزادی کے متعلق قانون کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے۔ مَیں نے وہاں امریکہ میں سیاستدانوں کو تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ دنیاداروں کے بنائے ہوئے قانون میں سقم ہوسکتا ہے، غلطیاں ہوسکتی ہیں۔ قانون بناتے ہوئے بعض پہلو نظروں سے اوجھل ہوسکتے ہیں کیونکہ انسان غیب کا علم نہیں رکھتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ اُس کے بنائے ہوئے قانون جو ہیں اُن میں کوئی سقم نہیں ہوتا۔ پس اپنے قانون کو ایسا مکمل نہ سمجھیں کہ اس میں کوئی ردّوبدل نہیں ہوسکتا، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ آزادیٔ اظہار کا قانون تو ہے لیکن نہ کسی ملک کے قانون میں، نہ یو این او (UNO) کے چارٹر میں یہ قانون ہے کہ کسی شخص کو یہ آزادی نہیں ہوگی کہ دوسرے کے مذہبی جذبات کو مجروح کرو۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ دوسرے مذہب کے بزرگوں کا استہزاء کرنے کی اجازت نہیں ہوگی کہ اس سے دنیا کا امن برباد ہوتا ہے۔ اس سے نفرتوں کے لاوے ابلتے ہیں۔ اس سے قوموں اور مذہبوں کے درمیان خلیج وسیع ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس اگر قانون آزادی بنایا ہے تو ایک شخص کی آزادی کا قانون تو بیشک بنائیں لیکن دوسرے شخص کے جذبات سے کھیلنے کا قانون نہ بنائیں۔ یو این او (UNO) بھی اس لئے ناکام ہورہی ہے کہ یہ ناکام قانون بنا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کرلیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون دیکھیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو کہ اس سے معاشرے کا امن برباد ہوتا ہے۔ تم بتوں کو برا کہو گے تو وہ نہ جانتے ہوئے تمہارے سب طاقتوں والے خدا کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کریں گے جس سے تمہارے دلوں میں رنج پیدا ہوگا۔ دلوں کی کدورتیں بڑھیں گی۔ لڑائیاں اور جھگڑے ہوں گے۔ ملک میں فساد برپا ہوگا۔ پس یہ خوبصورت تعلیم ہے جو اسلام کا خدا دیتا ہے، اس دنیا کا خدا دیتا ہے، اس کائنات کا خدا دیتا ہے۔ وہ خدا یہ تعلیم دیتا ہے جس نے کامل تعلیم کے ساتھ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی اصلاح کے لئے اور پیار ومحبت قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین کا لقب دے کر تمام مخلوق کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

پس دنیا کے پڑھے لکھے لوگ اور اربابِ حکومت اور سیاستدان سوچیں کہ کیا ان چند بیہودہ لوگوں کو سختی سے نہ دبا کر آپ لوگ بھی اس مفسدہ کا حصہ تو نہیں بن رہے۔ دنیا کے عوام الناس سوچیں کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیل کر اور دنیا کے ان چند کیڑوں اور غلاظت میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر آپ بھی دنیا کے امن کی بربادی میں حصہ دار تو نہیں بن رہے؟

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143

JMB

ہم احمدی مسلمان دنیا کی خدمت کے لئے کوئی بھی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔ امریکہ میں خون کی ضرورت پڑی۔ گزشتہ سال ہم احمدیوں نے بارہ ہزار بوتلیں جمع کر کے دیں۔ اس سال پھر وہ جمع کر رہے ہیں۔ آجکل یہ ڈرائیو (Drive) چل رہی تھی۔ اُن کو میں نے کہا کہ ہم احمدی مسلمان تو زندگی دینے کے لئے اپنا خون دے رہے ہیں اور تم لوگ اپنی ان حرکتوں سے اور اُن حرکت کرنے والوں کی ہاں میں ہاں ملا کر ہمارے دل خون کر رہے ہو۔ پس ایک احمدی مسلمان کا اور حقیقی مسلمان کا یہ عمل ہے اور یہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہم انصاف قائم کرنے والے ہیں اُن کے ایک طبقہ کا یہ عمل ہے۔

مسلمانوں کو تو الزام دیا جاتا ہے کہ وہ غلط کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ بعض ردّعمل غلط ہیں۔ توڑ پھوڑ کرنا، جلاؤ گھیراؤ کرنا، معصوم لوگوں کو قتل کرنا، سفارتکاروں کی حفاظت نہ کرنا، اُن کو قتل کرنا یا مارنا یہ سب غلط ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے معصوم نبیوں کا استہزاء اور دریدہ دہنی میں جو بڑھنا ہے، یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اب دیکھا دیکھی گزشتہ دنوں فرانس کے رسالہ کو بھی دوبارہ اُبال آیا ہے۔ اُس نے بھی پھر بیہودہ کارٹون شائع کئے ہیں جو پہلے سے بھی بڑھ کر بیہودہ ہیں۔ یہ دنیادار دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ یہ دنیا ہی اُن کی تباہی کا سامان ہے۔

یہاں مَیں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ دنیا کے ایک بہت بڑے خطّہ پر مسلمان حکومتیں قائم ہیں۔ دنیا کا بہت سا علاقہ مسلمان کے زیرِ نگیں ہے۔ بہت سے مسلمان ممالک کو خدا تعالیٰ نے قدرتی وسائل بھی عطا فرمائے ہیں۔ مسلمان ممالک یو این او (UNO) کا حصہ بھی ہیں۔ قرآنِ کریم جو مکمل ضابطہ حیات ہے اس کے ماننے والے اور اس کو پڑھنے والے بھی ہیں تو پھر کیوں ہر سطح پر اس خوبصورت تعلیم کو دنیا پر ظاہر کرنے کی مسلمان حکومتوں نے کوشش نہیں کی۔ کیوں نہیں یہ کرتے؟ قرآنِ کریم کی تعلیم کے مطابق کیوں دنیا کے سامنے یہ پیش نہیں کرتے کہ مذہبی جذبات سے کھیلنا اور انبیاء اللہ کی بے حرمتی کرنا یا اُس کی کوشش کرنا یہ بھی جرم ہے اور بہت بڑا جرم اور گناہ ہے۔ اور دنیا کے امن کے لئے ضروری ہے کہ اس کو بھی یو این او کے امن چارٹر کا حصہ بنایا جائے کہ کوئی ممبر ملک اپنے کسی شہری کو اجازت نہیں دے گا کہ دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ آزادیٔ خیال کے نام پر دنیا کا امن برباد کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن افسوس کہ اتنے عرصہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے، کبھی مسلمان ملکوں کی مشترکہ ٹھوس کوشش نہیں ہوئی کہ تمام انبیاء، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر نبی کی عزت و ناموس کے لئے دنیا کو آگاہ کریں اور بین الاقوامی سطح پر اس کو تسلیم کروائیں۔ گو یو این او (UNO) کے باقی فیصلوں کی طرح اس پر بھی عمل نہیں ہوگا، پہلے کونسا امن چارٹر پر عمل ہو رہا ہے لیکن کم از کم ایک چیز ریکارڈ میں تو آجائے گی۔ او آئی سی (OIC)، آرگنائزیشن آف اسلامک کنٹریز جو ہے، یہ قائم تو ہے لیکن ان کے ذریعہ سے کبھی کوئی ٹھوس کوشش نہیں ہوئی جس سے دنیا میں مسلمانوں کا وقار قائم ہو۔ مسلمان ملکوں کے سیاستدان اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہر کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر نہیں خیال تو دین کی عظمت کا خیال نہیں۔ اگر ہمارے لیڈروں کی طرف سے ٹھوس کوششیں ہوتیں تو عوام الناس کا یہ غلط ردّعمل بھی ظاہر نہ ہوتا جو آج مثلاً پاکستان میں ہو رہا ہے یا دوسرے ملکوں میں ہوا ہے۔ اُن کو پتہ ہوتا کہ ہمارے لیڈر اس کام کے لئے مقرر ہیں اور وہ اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس قائم کرنے کے لئے اور تمام انبیاء کی عزت و ناموس قائم کرنے کے لئے دنیا کے فورم پر اس طرح اُٹھیں گے کہ اس دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ جو کہہ رہے ہیں سچ اور حق ہے۔

پھر مغربی ممالک میں اور دنیا کے ہر خطّے میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو رہ رہی ہے۔ مذہب کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے دنیا میں مسلمان دوسری بڑی طاقت ہیں۔ اگر یہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں تو ہر لحاظ سے سب سے بڑی طاقت بن سکتے ہیں اور اس صورت میں کبھی اسلام دشمن طاقتوں کو جرأت ہی نہیں ہوگی کہ ایسی دل آزار حرکتیں کر سکیں یا اس کا خیال بھی لائیں۔

بہرحال علاوہ مسلمان ممالک کے دنیا کے ہر ملک میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہے۔ یورپ میں ملینز (Millions) کی تعداد میں تو صرف ترک ہی آباد ہیں۔ صرف پورے یورپ میں نہیں بلکہ یورپ کے ہر ملک میں ملینز کی تعداد میں آباد ہیں۔ اسی طرح دوسری مسلمان قومیں یہاں آباد ہیں۔ ایشیا سے مسلمان یہاں آئے ہوئے ہیں۔ یوکے میں بھی آباد ہیں۔ امریکہ میں بھی آباد ہیں۔ کینیڈا میں آباد ہیں۔ یورپ کے ہر خطے میں آباد ہیں۔ اگر یہ سب فیصلہ کر لیں کہ اپنے ووٹ اُن سیاستدانوں کو دینے ہیں جو مذہبی رواداری کا اظہار کریں۔ اور ان کا اظہار نہ صرف زبانی ہو بلکہ اُس کا عملی اظہار بھی ہو رہا ہو اور وہ ایسے بیہودہ گوؤں کی، یا بیہودہ لغویات بکنے والوں یا فلمیں بنانے والوں کی مذمت کریں گے تو ان دنیاوی حکومتوں میں ہی ایک طبقہ کھل کر اس بیہودگی کے خلاف اظہارِ خیال کرنے والا مل جائے گا۔

پس مسلمان اگر اپنی اہمیت کو سمجھیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ وہ ملکوں کے اندر مذہبی جذبات کے احترام کے قانون بنوا سکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ اس طرف توجہ نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ جو توجہ دلاتی ہے اُس کی مخالفت میں کمربستہ ہیں اور دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان لیڈروں کو، سیاستدانوں کو اور علماء کو عقل دے کہ اپنی طاقت کو مضبوط کریں۔ اپنی اہمیت کو پہچانیں۔ اپنی تعلیم کی طرف توجہ دیں۔

یہ لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ اعتراض کرتے ہیں، الزامات لگاتے ہیں اور جنہوں نے یہ فلم بنائی ہے یا اس میں کام کیا ہے ان کے اخلاقی معیار کا اندازہ تو میڈیا میں ان کے بارے میں جو معلومات ہیں اُن سے ہی ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ کردار ایک قبطی عیسائی کا ہے جو امریکہ میں رہتا ہے، نکولا بسیلے (Nakoula Basseley Nakoula) یا اس طرح کا اس کا کوئی نام ہے یا سام بسیلے (Sam Bacile) کہلاتا ہے۔ بہرحال اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کی criminal background ہے۔ مجرم ہے۔ یہ فراڈ کی وجہ سے 2010ء میں جیل میں بھی رہ چکا ہے۔ دوسرا آدمی جس نے فلم ڈائریکٹ کی ہے، یہ پورنوگرافیز موویز کا ڈائریکٹر ہے۔ اس میں جو اَور ایکٹر شامل ہیں وہ سب پورنوگرافکس موویز کے ایکٹر ہیں۔ تو یہ ان کے اخلاق کے معیار ہیں۔ اور پورنوگرافیز کی جو حدود ہیں وہ تو آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ لوگ کس گند میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اعتراض اُس ہستی پر کرنے چلے ہیں جس کے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزگی کی خدا تعالیٰ نے گواہی دی۔

پس یہ غلاظت کر کے انہوں نے یقیناً خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی ہے اور دیتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح اس فلم کے سپانسر کرنے والے بھی خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ ان میں ایک وہ عیسائی پادری بھی شامل ہے جو مختلف وقتوں میں امریکہ میں اپنی سستی شہرت کیلئے قرآن وغیرہ جلانے کی بھی کوشش کرتا رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً۔

میڈیا میں بعض نے مذمّت کرنے کی بھی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں کے ردّعمل کی بھی مذمت کی ہے۔ ٹھیک ہے غلط ردّعمل کی مذمّت ہونی چاہئے لیکن یہ بھی دیکھیں کہ پہل کرنے والا کون ہے۔

بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ یہ سب کچھ مسلمانوں کی اکائی اور لیڈرشپ نہ ہونے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ دین سے تو باوجود عشقِ رسول کے دعویٰ کے یہ لوگ دُور ہٹے ہوئے ہیں۔ دعویٰ تو بیشک ہے لیکن دین کا کوئی علم نہیں ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی کمزور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کسی مسلمان ملک نے کسی ملک کو بھی پُرزور احتجاج نہیں کیا۔ اگر کیا ہے تو اتنا کمزور کہ میڈیا نے اس کی کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور اگر مسلمانوں کے احتجاج پر کوئی خبر لگائی بھی ہے تو یہ کہ ایک اعشاریہ آٹھ بلین مسلمان بچوں کی طرح ردّعمل دکھا رہے ہیں۔ جب کوئی سنبھالنے والا نہ ہو تو پھر اِدھر اُدھر پھرنے والے ہی ہوتے ہیں۔ پھر ردّعمل بچوں جیسے ہی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے ایک طنز بھی کر دیا لیکن حقیقت بھی واضح کر دی۔ اب بھی خدا کرے کہ مسلمانوں کو شرم آجائے۔

یہ لوگ جن کے دین کی آنکھ تو اندھی ہے، جن کو انبیاء کے مقام کا پتہ ہی نہیں ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام کو بھی گرا کر خاموش رہتے ہیں، اُن کو تو مسلمانوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جذبات کا اظہار بچوں کی طرح کا ردّعمل نظر آئے گا۔ لیکن بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ 2006ء میں بھی میں نے توجہ دلائی تھی کہ اس طرف توجہ کریں اور ایک ایسا ٹھوس لائحہ عمل بنائیں کہ آئندہ ایسی بیہودگی کی کسی کو جرأت نہ ہو۔ کاش کہ مسلمان ملک یہ سن لیں اور جو اُن تک پہنچ سکتا ہے تو ہر احمدی کو پہنچانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ چار دن کا احتجاج کر کے بیٹھ جانے سے تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔

پھر یہ تجویز بھی ایک جگہ سے آئی تھی، لوگ بھی مختلف تجویزیں دیتے رہتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان وکلاء جو ہیں یہ اکٹھے ہو کر پٹیشن (Petition) کریں۔ کاش کہ مسلمان وکلاء جو بین الاقوامی مقام رکھتے ہیں اس بارے میں سوچیں، اس کے امکانات پر یا ممکنات پر غور کریں کہ ہو بھی سکتا ہے کہ نہیں یا کوئی اَور راستہ نکالیں۔ کب تک ایسی بیہودگی کو ہوتا دیکھتے رہیں گے اور اپنے ملکوں میں احتجاج اور توڑ پھوڑ کر کے بیٹھ جائیں گے۔ اس کا اس مغربی دنیا پر تو کوئی اثر نہیں ہوگا یا اُن بنانے والوں پر تو کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اگر ان ملکوں میں معصوموں پر حملہ کریں گے یا تھریٹ (Threat) دیں گے یا مارنے کی کوشش کریں گے یا ایمبیسیز پر حملہ کریں گے تو یہ تو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اس صورت میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر خود اعتراض لگوانے کے مواقع پیدا کر دیں گے۔

پس شدت پسندی اس کا جواب نہیں ہے۔ اس کا جواب وہی ہے جو مَیں بتا آیا ہوں کہ اپنے اعمال کی اصلاح اور اُس نبی پر درُود و سلام جو انسانیت کا نجات دہندہ ہے۔ اور دنیاوی کوششوں کے لئے مسلمان ممالک کا ایک ہونا۔ مغربی ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو اپنے ووٹ کی طاقت منوانا۔ بہرحال افرادِ جماعت جہاں جہاں بھی ہیں، اس نہج پر کام کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی اس طریق پر چلانے کی کوشش کریں کہ اپنی طاقت، ووٹ کی طاقت جو ان ملکوں میں ہے وہ منواؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلوؤں کو بھی دنیا

منجانب:
ڈیکو بلڈرز
حیدرآباد۔
آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

کے سامنے خوبصورت رنگ میں پیش کریں۔

آج یہ لوگ آزادیٔ اظہار کا شور مچاتے ہیں۔ شور مچاتے ہیں کہ اسلام میں تو آزادیٔ رائے اور بولنے کا اختیار ہی نہیں ہے اور مثالیں آجکل کی مسلمان دنیا کی دیتے ہیں کہ مسلمان ممالک میں وہاں کے لوگوں کو، شہریوں کو آزادی نہیں ملتی۔ اگر نہیں ملتی تو اُن ملکوں کی بدقسمتی ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل نہیں کر رہے۔ اسلامی تعلیم کا تو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمیں تو تاریخ میں لوگوں کے بے دھڑک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہونے بلکہ ادب واحترام کو پامال کرنے اور اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر اور حوصلے اور برداشت کے ایسے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ دنیا میں اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ میں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ گو اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جُود وسخا کے واقعات میں بیان کیا جاتا ہے لیکن یہی واقعات جو ہیں ان میں بیا کی کی حد کا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

حضرت جبیرؓ بن مطعم کی یہ روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک بار وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ آپ حنین سے آرہے تھے کہ بدوی لوگ آپ سے لپٹ گئے۔ وہ آپ سے مانگتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو ببول کے ایک درخت کی طرف ہٹنے کے لئے مجبور کر دیا جس کے کانٹوں میں آپ کی چادر اٹک گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور آپ نے فرمایا میری چادر مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان جنگلی درختوں کی تعداد کے برابر اونٹ ہوتے تو مَیں اُنہیں تم میں بانٹ دیتا اور پھر تم مجھے بخیل نہ پاتے اور نہ جھوٹا اور نہ بزدل۔ **(صحیح البخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة قلوبھم و غیرھم......حدیث نمبر 3148)**

پھر ایک روایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا اور آپ نے ایک موٹے کنارے والی چادر زیب تن کی ہوئی تھی۔ ایک بدّو نے اس چادر کو اتنے زور سے کھینچا کہ اس کے کناروں کے نشان آپ کی گردن پر پڑ گئے۔ پھر اُس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے اس مال میں سے جو اس نے آپ کو عنایت فرمایا ہے، میرے ان دو اونٹوں پر لاد دیں کیونکہ آپ مجھے نہ تو اپنے مال میں سے اور نہ ہی اپنے والد کے مال میں سے دیں گے۔ پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ پھر فرمایا۔ اَلْمَالُ مَالُ اللّٰہِ وَاَنَا عَبْدُہٗ کہ مال تو اللہ ہی کا ہے اور میں اُس کا بندہ ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھے جو تکلیف پہنچائی ہے اس کا بدلہ تم سے لیا جائے گا۔ اُس بدو نے کہا، نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم سے بدلہ کیوں نہیں لیا جائے گا؟ اُس بدو نے کہا اس لئے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے ایک اونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دی جائیں۔ **(الشفاء لقاضی عیاض جزء اول صفحہ 74 الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ... الفصل و اما الحلم... دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)**

تو یہ ہے وہ صبر و برداشت کا مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور جو اپنوں سے نہیں دشمنوں سے بھی تھا۔ یہ ہیں وہ اعلیٰ اخلاق ان میں جود وسخا بھی ہے اور صبر و برداشت بھی اور وسعتِ حوصلہ کا اظہار بھی ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے جاہل بغیر علم کے اُٹھتے ہیں اور اُس رحمۃ للعالمین پر اعتراض کر دیتے ہیں کہ انہوں نے یہ سختی کی تھی اور فلاں تھا اور فلاں تھا۔

پھر قرآن کریم پر اعتراض ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ اس فلم میں لگایا گیا ہے۔ مَیں نے دیکھی تو نہیں، لیکن مَیں نے یہ لوگوں سے سنا ہے کہ یہ قرآنِ کریم بھی حضرت خدیجہ کے جو چچازاد بھائی تھے، ورقہ بن نوفل، جن کے پاس حضرت خدیجہ آپ کو پہلی وحی کے بعد لے کر گئی تھیں انہوں نے لکھ کر دیا تھا۔ کفار تو آپ کی زندگی میں بھی یہ اعتراض کرتے رہے کہ یہ قرآن جو تم قسطوں میں اتار رہے ہو اگر یہ اللہ کا کلام ہے تو یکدم کیوں نہیں اُترا؟ لیکن یہ بیچارے بالکل ہی بے علم ہیں بلکہ تاریخ سے بھی نابلد۔ بہرحال جو بنانے والے ہیں وہ تو ایسے ہی ہیں لیکن دو پادری جو اُن میں شامل ہیں جو اپنے آپ کو علمی سمجھتے ہیں وہ بھی علمی لحاظ سے بالکل جاہل ہیں۔ ورقہ بن نوفل نے تو یہ کہا تھا کہ کاش میں اُس وقت زندہ ہوتا جب تجھے تیری قوم وطن سے نکالے گی اور کچھ عرصے بعد اُن کی وفات بھی ہوگئی۔ **(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب 3 حدیث نمبر 3)**

پھر یہ جو پادری ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا تاریخ اور حقائق سے بالکل ہی نابلد ہیں۔ جو مستشرقین ہیں وہ قرآن کے بارے میں اس بحث میں ہمیشہ پڑے رہے کہ یہ سورۃ کہاں اُتری اور وہ سورۃ کہاں اُتری۔ مدینہ میں نازل ہوئی یا مکہ میں؟ اس بات پر بھی بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اُس نے لکھ کر دے دیا تھا۔ اور قرآنِ کریم کا تو اپنا چیلنج ہے کہ اگر سمجھتے ہو کہ لکھ کر دے دیا تو پھر اس جیسی ایک سورۃ ہی لا کر دکھاؤ۔

پھر جذبات کے احترام کا سوال پیدا ہوتا ہے تو اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں۔ باوجود اس علم کے کہ آپ سب نبیوں سے افضل ہیں، یہودی کے جذبات کے احترام کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ **(صحیح البخاری کتاب فی الخصومات باب مایذکر فی الاشخاص و الخصومة......حدیث نمبر 2411)**

غرباء کے جذبات کا خیال ہے اور اُن کے مقام کی اس طرح آپ نے عزت فرمائی کہ ایک دفعہ آپ کے ایک صحابی جو مالدار تھے وہ دوسرے لوگوں پر اپنی فضیلت ظاہر کر رہے تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری یہ قوت اور طاقت اور تمہارا یہ مال تمہیں اپنے زورِ بازو سے ملے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تمہاری قومی طاقت اور مال کی طاقت سب غرباء ہی کے ذریعہ سے آتے ہیں۔ **(صحیح البخاری کتاب الجھاد و السیر باب من استعان بالضعفاء و الصالحین فی الحرب۔ حدیث 2896)**

آزادی کے یہ دعویدار، آج غرباء کے حقوق قائم کرتے ہیں۔ اُن کے حقوق کے تحفظ کیلئے کوشش کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ کہہ کر یہ حقوق قائم فرما دیئے کہ مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دو۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الرھون باب اجر الأجراء حدیث نمبر 2443)

پس یہ اُس محسنِ انسانیت کا کہاں کہاں مقابلہ کریں گے۔ بیشمار واقعات ہیں۔ ہر پہلو خُلق کا آپ لے لیں، اس کے اعلیٰ نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آئیں گے۔

پھر اور نہیں تو یہی الزام لگا دیا کہ نعوذ باللہ آپ کو عورتیں بڑی پسند تھیں۔

شادیوں پر اعتراض کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا ردّ بھی فرمایا۔ اسے پتہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے ہیں، ایسے سوال اُٹھنے ہیں تو وہ ایسے حالات پیدا کر دیتا تھا کہ اُن باتوں کا ردّ بھی سامنے آگیا۔

اسماء بنت نعمان بن ابی جون کے بارے میں آتا ہے کہ عرب کی خوبصورت عورتوں میں سے تھیں۔ وہ جب مدینہ آئی ہیں تو عورتوں نے انہیں وہاں جا کر دیکھا تو سب نے تعریف کی کہ ایسی خوبصورت عورت ہم نے زندگی میں نہیں دیکھی۔ اُس کے باپ کی خواہش پر آپ نے اُس سے پانچ صد درہم حق مہر پر نکاح کر لیا۔ جب آپ اُس کے پاس گئے تو اُس نے کہا کہ مَیں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ تم نے ایک بہت عظیم پناہ گاہ کی پناہ طلب کی ہے اور باہر آگئے اور اپنے ایک صحابی ابواُسید کو فرمایا کہ اس کو اس کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔ اور پھر یہ بھی تاریخ میں ہے کہ اس شادی پر اُس کے گھر والے بڑے خوش تھے کہ ہماری بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی لیکن واپس آنے پر وہ سخت ناراض ہوئے اور اُسے بہت برا بھلا کہا۔ **(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثامن صفحہ 319-318 ذکر من تزوج رسول اللہ ﷺ.../اسماء بنت النعمان۔ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996)**

تو یہ وہ عظیم ہستی ہے جس پر گھناؤنے الزام عورت کے حوالے سے لگائے جاتے ہیں۔ جس کا بیویاں کرنا بھی اس لئے تھا کہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو لکھا ہے اگر بیویاں نہ ہوتیں، اولاد نہ ہوتی اور جو اولاد کی وجہ سے ابتلا آئے اور جن کا جس طرح اظہار کیا اور پھر جس طرح بیویوں سے حسنِ سلوک ہے، خُلق ہے، یہ کس طرح قائم ہو، اس کے نمونے کس طرح قائم ہو کے ہمیں پتہ چلتے۔ ہر عمل آپ کا خدا کی رضا کے لئے ہوتا تھا۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ نمبر 300)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں الزام ہے کہ وہ بہت لاڈلی تھیں اور پھر عمر کے حساب سے بھی بڑی غلط باتیں کی جاتی ہیں۔ لیکن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ یہ فرماتے ہیں کہ بعض راتوں میں مَیں ساری رات اپنے خدا کی عبادت کرنا چاہتا ہوں جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔

(الدر المنثور فی التفسیر بالماثور لامام السیوطی سورۃ الدخان زیر آیت نمبر 4 جلد 7 صفحہ 350 دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

پس جن کے دماغوں میں غلاظتیں بھری ہوئی ہوں انہوں نے یہ الزام لگانے ہیں اور لگاتے رہے ہیں، آئندہ بھی شاید وہ ایسی حرکتیں کرتے رہیں، جیسے کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے جہنم کو بھرتا رہے گا۔ پس ان لوگوں کو اور ان کی حمایت کرنے والوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے پیاروں کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے۔ (ماخوذ از تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ نمبر 378)

اس زمانے میں اُس نے اپنے مسیح ومہدی کو بھیج کر دنیا کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لیکن اگر وہ استہزاء اور ظلم سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی بڑی سخت ہے۔ دنیا کے ہر خطّے پر آجکل قدرتی آفات آرہی

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

ہیں۔ ہر طرف تباہی ہے۔ امریکہ میں بھی طوفان آ رہے ہیں اور پہلے سے بڑھ کر آ رہے ہیں۔ معاشی بدحالی بڑھ رہی ہے۔ گلوبل وارمنگ کی وجہ سے آبادیوں کو پانی میں ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ ان خطرات میں گھری ہوئی ہیں۔ پس ان حد سے بڑھے ہوؤں کو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پھیرنے کی ضرورت ہے۔ ان سب باتوں کو خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پھیرنے والا ہونا چاہئے نہ یہ کہ اس قسم کی بیہودہ گوئیوں کی طرف وہ توجہ دیں۔ لیکن بدقسمتی سے اس کے الٹ ہو رہا ہے۔ حدود سے تجاوز کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ زمانے کا امام تنبیہ کر چکا ہے، کھل کر بتا چکا ہے کہ دنیا نے اگر اُس کی آواز پر کان نہ دھرے تو ان کا ہر قدم دنیا کو تباہی کی طرف لے جانے والا بنائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام جو بار بار دہرانے والا پیغام ہے، اکثر پیش ہوتا ہے، آج پھر میں پیش کر دیتا ہوں۔ فرمایا کہ:

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے۔ اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے۔ اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خُون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی، کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16)۔ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے۔ اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے...... اے یورپ! تُو بھی امن میں نہیں۔ اور اے ایشیا! تُو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے......'' فرمایا ''نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ''۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ نمبر 269-268)

اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی عقل دے۔ مکروہ اور ظالمانہ کاموں کے کرنے سے بچیں۔ اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

میں نماز جمعہ کے بعد دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ اس وقت دو شہداء کے جنازے ہیں۔ پہلے شہید ہیں عزیزم نوید احمد صاحب ابن مکرم ثناء اللہ صاحب جن کو 14 ستمبر 2012ء کو کراچی میں شہید کر دیا گیا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

نوید احمد صاحب ابن ثناء اللہ صاحب کے خاندان میں سب سے پہلے ان کے دادا عبدالکریم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بیعت سے پہلے آپ کا تعلق امرتسر سے تھا مگر بیعت کے بعد آپ کا زیادہ وقت قادیان میں ہی گزرا۔ تقسیم کے بعد پاکستان میں آپ کا خاندان محمود آباد سندھ میں مقیم ہوا۔ پھر 1985ء میں کراچی شفٹ ہو گئے۔ عزیزم نوید احمد کے والد ثناء اللہ صاحب کو 1984ء میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی توفیق ملی۔ واقعہ شہادت اس طرح ہے کہ 14 ستمبر 2012ء کو جمعہ کے دن عزیزم نوید احمد ولد ثناء اللہ صاحب جن کی عمر بائیس سال تھی، اپنے گھر واقعہ حمیرا ٹاؤن حلقہ گلشن جامی کے سامنے اپنے دو غیر از جماعت پٹھان دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ دو نامعلوم افراد موٹر سائیکل پر آئے اور انہوں نے ان تینوں نوجوانوں پر کلاشنکوف اور پسٹل سے فائرنگ کر دی۔ کلاشنکوف سے نکلی دو گولیاں عزیزم نوید احمد کے پیٹ میں لگیں جبکہ دوسرے دونوں نوجوانوں کو بھی گولیاں لگیں جس سے یہ تینوں زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری ہسپتال لے جایا گیا لیکن نوید احمد ہسپتال جاتے ہوئے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بڑے سادہ مزاج، سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نرم مزاج تھے۔ نرم خو تھے۔ ہمدرد تھے۔ اطاعت گزار تھے۔ عاجزانہ عادات کے مالک تھے۔ پڑھائی کا شوق تھا لیکن غربت کی وجہ سے مڈل کے بعد پڑھائی نہیں کر سکے۔ اپنے والد کے ساتھ کام کرتے تھے تو پھر اُس کام کے دوران ہی انہوں نے میٹرک کا امتحان بھی پرائیویٹ طور پر پاس کیا۔ اس رمضان میں بھی خود خدام الاحمدیہ کی ڈیوٹی میں اپنے آپ کو پیش کیا۔ اکثر خود پیش کیا کرتے تھے اور بڑے احسن رنگ میں ڈیوٹیاں سرانجام دیتے تھے۔ جہاں یہ کام کرتے تھے، وہاں ساتھی افسران بھی آپ کے اخلاق اور ایمانداری سے بہت متاثر تھے۔ آپ کی نماز جنازہ پر بھی دفتر سے کئی افراد نے شرکت کی۔ نیز آپ کے ادارہ کے مالکان اور اُس کی فیملی کے ممبران آپ کے گھر تعزیت کی غرض سے آئے۔ اُن کے والدین دونوں زندہ ہیں اور دو بھائی ہیں اور دو بہنیں ہیں۔

دوسرا جنازہ مکرم محمد احمد صدیقی صاحب ابن مکرم ریاض احمد صاحب صدیقی شہید کا ہے جن کی اگلے دن ہی 15 ستمبر کو کراچی میں شہادت ہوئی۔ کراچی میں ٹارگٹ کلنگ جو ہے، شہادتیں جو ہیں، بہت زیادہ ہو رہی ہیں۔ اُن کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کراچی کے احمدیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آجکل سب سے زیادہ ٹارگٹ کر کے جو شہادتیں کی جا رہی ہیں وہ کراچی میں ہیں اور بعض حکومتی اداروں کی طرف سے جو زیادتیاں کی جا رہی ہیں وہ پنجاب میں ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔

محمد احمد صدیقی صاحب شہید کے خاندان کا تعلق کراچی سے ہے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے بھائی عمران صدیقی صاحب کی بیعت سے ہوا جو 2001ء میں امریکہ میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے بعد عمران صدیقی صاحب کی تبلیغ سے آپ کے دیگر دو بھائیوں کی بھی بیعت ہوئی۔ عمیر صدیقی اور رضوان صدیقی۔ اس کے بعد بشمول والدین کے پورا خاندان بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گیا۔ شہادت کا واقعہ اس طرح ہے کہ 15 ستمبر 2012ء کو ہفتہ کی رات تقریباً بارہ بجے عزیزم محمد احمد صدیقی اپنے بہنوئی مکرم ملک شمس فخری صاحب کے ساتھ اپنے ڈیپارٹمنٹل سٹور ''السلام سپر سٹور'' واقع گلستان جوہر سے موٹر سائیکل پر نکلے۔ ابھی کچھ ہی آگے گئے تھے کہ اُن پر شدید فائرنگ کی گئی جس سے دو گولیاں عزیزم محمد احمد صدیقی صاحب کو لگیں جن میں سے ایک اُن کے دل پر جبکہ دوسری گولی اُن کے کولہے پر لگی اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ آپ کے بہنوئی مکرم شمس فخری صاحب کو اُن کے جسم کے پانچ مختلف حصوں پر پانچ گولیاں لگیں جن میں سے ایک اُن کے دائیں کندھے پر، ایک پیٹ میں اور باقی گولیاں ٹانگوں پر لگیں اور اس وقت آپ آغا خان ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

شہادت کے وقت شہید مرحوم کی عمر 23 سال تھی اور صرف ایک ہفتہ قبل اُن کا نکاح ہوا تھا۔ شہید مرحوم نے گزشتہ سال ہی ایم بی اے امتحان پاس کیا تھا۔ بہت شریف النفس، معصوم، اطاعت گزار اور خوش اخلاق طبیعت کے مالک تھے۔ کہتے ہیں کہ تیئس سال کا نوجوان نہ صرف خوبصورت شکل وصورت کا مالک تھا بلکہ خوب سیرت بھی تھا۔ ہر وقت چند دعائیں اپنے پاس لکھ کر رکھا کرتے تھے اور انہیں پڑھتے رہتے تھے۔ اُن کے بھائی نے کہا کہ ہم میں سے سب سے قابل تھا۔ 7 ستمبر 2012ء کو اس نے اپنے بعض دوستوں کو موبائل پر ایس ایم ایس کیا کہ کراچی کے حالات بہت خراب ہیں، اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرے لئے دعا کرنا۔

شہید مرحوم کی والدہ نے اس تکلیف دہ واقعہ کے وقت بتایا کہ تعزیت کے لئے آنے والی غیر احمدی رشتہ دار خواتین نے طنزیہ انداز میں کہا کہ آپ نے انجام دیکھ لیا۔ اس پر شہید مرحوم کی والدہ نے اُنہیں جواباً کہا کہ ہم نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مسیح کو مانا ہے، ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ میں جماعت کی خاطر اپنے نو (9 کے نو (9 بیٹوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اللہ کے فضل سے شہید کے بھائی بہن سب حوصلے میں ہیں۔ شہید مرحوم کے والد صاحب پہلے ہی وفات پا چکے ہیں۔ شہید مرحوم نے لواحقین میں بوڑھی والدہ محترمہ کے علاوہ آٹھ بھائی اور دو بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ آپ بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ ان سب شہداء سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور پیچھے رہنے والوں کو صبر، ہمت اور حوصلہ دے اور پاکستان کے ہر احمدی کی حفاظت فرمائے۔

❀❀❀

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

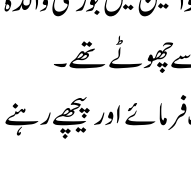

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

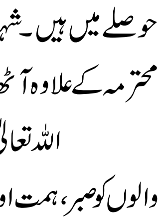

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی مؤرخہ ۲ جون ۲۰۱۲ء

خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا مکمل منشور

محمد حمید کوثر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدہ:4,5)

جہالت کو زائل کیا آپ نے
شریعت کو کامل کیا آپ نے
بیاں کر دئے سب حلال و حرام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

قارئین!

خاکسار کو ’’خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا مکمل منشور‘‘ کے زیر عنوان کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرات گرامی: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دی تھی کہ:

’’میں اُن کے لئے، اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اپنا کلام اُس کے مونہہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وُہی وہ اُن سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اُن کا حساب اُس سے لونگا‘‘

(استثناء باب 18 آیت 18 تا 20)

حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا:

’’مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح حق (یعنی سیدنا محمدؐ) آئیگا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا، اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا‘‘

(انجیل یوحنا باب 16 آیت 13 اور 14)

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی پیشگوئی کے مصداق سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں مورخہ 20 اپریل 571ء کو پیدا ہوئے۔ آپ ابھی طفولیت کی عمر میں ہی تھے کہ اہل علم نے اپنی بصیرت سے محسوس کر لیا تھا کہ یہی وہ ’’نبی‘‘ ہیں جن کی بعثت کے بارے میں سابقہ انبیائے کرام نے پیشگوئیاں کی ہوئی ہیں۔ چنانچہ جب آپ کی عمر بارہ سال تھی آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام (سیریا) کے سفر پر گئے۔ راستے میں ایک مقام بُصریٰ تھا وہاں ایک عیسائی راہب بحیرا رہتا تھا۔ جب حضور ﷺ اُس کی خانقاہ کے پاس پہنچے تو اُس راہب نے دیکھا (جو غالباً کشفی نظارہ تھا) کہ پتّھر اور درخت یک لخت سجدے میں گر گئے ہیں۔ اُس نے اندازہ لگا لیا کہ الٰہی نوشتوں کے مطابق جو نبی مبعوث ہونے والا ہے وہ اسی قافلے میں موجود ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنی فراست سے سید الوریٰ محمد مصطفی ﷺ کو پہچان لیا اور حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کو نصیحت کی کہ حضور کو اہل کتاب کے شر سے محفوظ رکھیں۔

دن گزرتے گئے۔ ایام بیتتے گئے۔ اور آپ نے غارِ حرا میں جا کر عبادت کرنا اپنا معمول بنا لیا تھا۔ جب آپ نے اپنی عمر کے اکتالیسویں (41ویں) سال میں قدم رکھا تو آپ پر قُرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا۔

قُرآن مجید ہر انسان کو اُس کی دنیاوی و اُخروی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے اور حقیقی عبد بنانے کے لئے دو قسم کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ایک وہ حقوق ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اور دوسرے وہ حقوق جو اُسے بنی نوع انسان کے ساتھ معاملات وسلوک کے دوران ادا کرنے ہوتے ہیں جنہیں حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ سید الوریٰ محمد مصطفی ﷺ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد بڑی وضاحت سے سمجھا دئے اور دونوں قسم کے حقوق ادا کر کے ادائیگی کا اسلوب اور طریق بھی سکھا دیا۔

انسان اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اور زندگی کے مختلف مراحل میں سے گزرتا ہے۔ اسلام نے ہر مرحلے میں اِس کے حقوق و فرائض متعین کر کے ان کے ادا کرنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ مثلاً انسان کے حقوق و فرائض باپ، بیٹا ہونے کی حالت میں، انسان کے حقوق و فرائض لڑکی، ماں، بیٹی، بہن ہونے کی حالت میں۔ انسان کے حقوق و فرائض حاکم محکوم، غلام و آقا ماتحت ہونے کی حالت میں۔ انسان کے حقوق و فرائض پڑوسی، مسافر، راستے سے گزرنے اور بیٹھنے والے کی حالت میں۔ اسی طرح مزدور تاجر معلم و متعلم، مظلوم، بیوہ، مسکین، معذور۔ قیدی کے حقوق و فرائض بھی شریعت اسلامیہ میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ غرضیکہ انسانی زندگی کا کوئی بھی ضروری اور اہم مرحلہ اور دور ایسا نہیں جس کے متعلق اسلام نے حقوق و فرائض بیان نہ کئے ہوں۔

قارئین کرام!! اس محدود وقت میں ان سب حالتوں میں انسانی حقوق کی تفصیل از ’’روئے اسلام‘‘ بیان کرنا ممکن نہیں لہذا بعض اُن حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا ذکر سیدنا محمدؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ہے۔

سامعین کرام! اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ مغرب نے انسانی حقوق کی جد و جہد کا آغاز 1215ء میں انگلستان کی تاریخ کے عظیم چارٹر میگنا کارٹا (MAGNA CARTA) کے اجراء کے ساتھ کیا۔ بعد ازاں 1879 میں فرانس کے انقلاب کے بعد بھی انسانی حقوق کے چارٹر کا اعلان کیا گیا۔ کیمونسٹ اور اشتراکی نظام کی طرف سے بھی انسانی حقوق ادا کرنے کے سلسلے میں اعلانات کئے گئے۔ اور ماضی قریب میں 10 دسمبر 1948 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک اعلامیہ پیش ہوا 48 اراکین نے اس کے حق میں ووٹ دئے اور 8 نے رائے دہی میں حصہ نہیں لیا اور اسے ’’عالمی منشور حقوق انسانی‘‘ ’’عالمی اعلان حقوق انسانی‘‘ کا نام دیا گیا۔ انسانی حقوق کے سلسلے میں اعلانات اور تشہیر کو انتہاء تک پہنچایا گیا۔

حضراتِ گرامی !! دنیا والے تسلیم کریں یا نہ کریں یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقوق العباد یا حقوق انسانی کے مکمل منشور کے نزول کا آغاز ایک اندازے کے مطابق مورخہ 20 اگست 610ء کو غارِ حراء مکہ میں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہوا۔ اور آپ کا اسوۃ حسنہ اس کی عملی تصویر تھی۔ نیز خطبہ حجۃ الوداع جو مارچ 632ء میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمائے وہ اس کی آخری کڑی تھی۔ خطبہ حجۃ الوداع کے ساتھ ہی یہ منشور مکمل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے از خود بنی نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:5-4)۔ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسانی حقوق کے متعلق منشور یا اعلامیہ جاری کرنے کا اختیار کس کو ہے؟ اور کون یہ اختیار کسی کو دینے کا مجاز ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کے متعلق منشور جاری کرنے کا اختیار صرف اور صرف اسی ذات کو ہے جس نے ’’انسان‘‘ کو اس روئے زمین پر پیدا کیا اور اُسے اشرف المخلوقات بنایا اور اُس کے لئے ہر وہ چیز مہیا فرمائی جو اُس کی زندگی کے لئے ضروری تھی۔ انسان یا انسانی ادارے کتنے ہی عقلمند اور سمجھدار کیوں نہ ہوں وہ انسانی حقوق کا تعین کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان کی سوچ و سمجھ محدود ہے اور یہ ایک محدود سوچ والے انسان یا ادارے انسانی حقوق کو ادا کرنے کے بارے میں قواعد و قوانین نہیں بنا سکتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انسانی حقوق سے متعلق تمام منشور ایک کے بعد ایک ناکام ہوتے چلے گئے۔

جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق انسانی حقوق متعین کرنے اور اُن کی ادائیگی کے لئے مکمل قواعد و ضوابط بنانے کے لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق سیدنا محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے یہ اعلان فرمایا: قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف۔7۔159) اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اعلان کر دیں کہ اے انسانو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ○ (الانبیاء 21۔108)۔ ہم نے تمام جہانوں کے لئے تجھے رحمت کے طور پر بھیجا ہے۔

قارئین کرام! اگر اسلام اور دیگر مذاہب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو اُس کی مذہبی کتاب کی رو سے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ اور نہ ہی وہ تمام ابنائے آدم کے لئے کوئی مشترکہ اعلامیہ یا منشور جاری کرنے کے مجاز تھے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بعد میں آنے والے انبیاء بنی اسرائیل کے لئے مخصوص تھے چنانچہ عہد نامہ قدیم میں ’’خداوند بنی اسرائیل‘‘ کے الفاظ تحریر ہیں گویا دوسری قوموں کا وہ خدا نہیں ہے۔ انجیل متّی باب 15 میں ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک کنعانی عورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس فریاد لے کر آئی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ’’میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا‘‘۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت صرف بنی اسرائیل کیلئے تھی اور قُرآن مجید نے بھی اس کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (آل عمران:3۔50) کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر مبعوث ہوا۔ ہندو مذہبی کتب کی رو سے اُن کی مقدس کتاب ’’وید‘‘ شودر ذات کے انسانوں کے لئے نہیں تھی۔ چنانچہ گوتم سمرتی ادھیائے 12 میں لکھا ہے: ’’شودر اگر وید کو سُن لے تو راجہ سیسے اور لاکھ سے اُس کے کان بھر دے۔ وید منتروں کا اچارن کرنے پر اُس کی زبان کٹوائے‘‘

پس ثابت ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کسی نبی، رسول کو تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ یہ اختیار صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیا گیا تھا اور اسی ناطے آپ نے خطبہ حجۃ الوداع کا آغاز ’یا ایھا الناس‘‘ سے فرمایا۔ یا ایھا الذین آمنو ا۔ یا یا ایھا المسلمون نہیں فرمایا۔ اس طرح تمام بنی نوع انسان کے حقوق کے تحفظ کے سلسلے میں سب سے پہلا عالمی منشور ذوالحجۃ 10ھ بمطابق فروری 632ء میں جاری فرمایا۔ حجۃ الوداع کے سفر میں آپ نے چھ مقامات پر خطبات ارشاد فرمائے جنہیں تقریباً ایک لاکھ سے زائد افراد نے سنا۔ یہ خطبات حقیقت میں انسانی حقوق کا وہ عالمی منشور و اساس ہیں جس پر دنیا اور اُن کے عالمی ادارے اگر آج بھی عمل کریں تو یہ دنیا جنّت بن سکتی ہے؛ سیدنا محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

’’اَیُّھَا النَّاس! اے لوگو! میری باتیں غور سے

سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اگلے سال میں اس جگہ تمہارے درمیان ہوں گا۔ اے لوگو! تمہارے لئے اپنی جانوں اور اپنے اموال کی حفاظت وعزت کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح تم اس دن اور اس مہینہ کی عزت کرتے ہو۔ حتّٰی کہ تم اپنے رب سے جاملو۔ وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارہ میں جو پہلے ہی اس کے پاس پہنچ چکے ہیں، ضرور پوچھے گا۔ پس تم میں سے اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ امانت والے کو واپس لوٹا دے۔ ہر قسم کا سود ناجائز ہے۔ تمہارے لئے صرف تمہارے رأس المال ہیں۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ سود ناجائز ہے۔ عباس ابن عبد المطلب کا سود بھی آج سے کالعدم ہے۔ اب جاہلیت کے خون بھی کالعدم ہیں۔ سب سے پہلے میں ابن ربیعہ کا خون معاف کرتا ہوں جو بنولیث پر قابل ادا تھا۔ جسے ہذیل نے قتل کیا تھا اور یہ جاہلیت کا وہ خون ہے جس سے میں خون کی معافی شروع کرتا ہوں۔

اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر اس کی پھر پرستش ہو۔ مگر اس کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے وہ تمہیں بہکانے کا لالچ رکھتا ہے۔ سو اس سے بچ کر رہو۔ اے لوگو! نسیٔ کی رسم کفر کو بڑھانے والی رسم ہے۔ اس سے وہ لوگ گمراہ ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ وہ اسے کسی سال حلال کر لیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ گنتی کی حرمت کو روندیں اور اس کو حلال قرار دیدیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور اسے حرام قرار دیدیں جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ یقیناً زمانہ ایک بار پھر چکر لگا کر اُسی جگہ آ گیا ہے جس پر اسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے بناتے وقت شروع فرمایا تھا۔ (یعنی آنحضرت ﷺ کی بعثت، ایک بار پھر روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم ہوگئی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ (۱۲) ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین تو آپس میں ملے ہوئے ہیں اور چوتھا رجب ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ اے لوگو! سنو کہ عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں اور عورتوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں۔ تمہارے ان پر حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی اور شخص کو نہ بلائیں۔ یہ تم سخت ناپسند کرتے ہو۔ نہ ہی وہ کسی فاحشہ کا ارتکاب کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم انہیں اپنے بستروں سے جدا کردو اور انہیں ایسی تادیب کرو کہ جس سے انہیں زخم نہ پہنچے۔ ان کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ تم معروف کے مطابق ان کے نان ونفقہ کا ضرور خیال رکھو اور ان سے حسنِ سلوک کرو اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرو۔ وہ تمہارے پاس لونڈیوں کی طرح ہیں جو اپنے لئے کوئی قدرت نہیں رکھتیں۔ تم انہیں خدا تعالیٰ کی امانت کے طور پر اپنے ہاں لاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلمات کے ذریعہ ان کی عصمتیں تم پر حلال کی گئی ہیں۔ اے لوگو! میری یہ باتیں اچھی طرح سمجھو۔ اے لوگو! میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنّت ہے۔ اے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس اپنے بھائی سے کوئی چیز نہ لو سوائے اس کے کہ جو وہ خوشی سے دے۔ اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ اے اللہ! گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیغام کھول کر پہنچا دیا ہے۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوئے اور پوچھا۔ کیا میں نے پیغام اچھی طرح سے پہنچا دیا ہے؟ عرض کی گئی۔ بالکل، آپ ﷺ نے پیغام اچھی طرح سے پہنچا دیا ہے۔''

ایک روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے فرمایا:

''اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَّ اِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ لَا فَضْلَ لِلعَرَبِيِّ عَلَى الاَعْجَمِيِّ وَلَا لِلاَعْجَمِيِّ عَلَى العَرَبِيِّ وَلَا الاَحْمَرِ عَلَى اَسْوَدٍ الا لِاَسْوَدٍ عَلَى احْمَرٍ اِلَّا بِالتَّقْوىٰ''

(تاریخ یعقوبی جلد ۲ حجۃ الوداع۔ ابوداؤد کتاب الادب التفاخر بالاحساب ابن سعد حجۃ الوداع۔ مسند احمد)

آپ نے یہ بھی فرمایا:

لَيسَ لِلعَرَبِيِّ فَضلٌ عَلَى الاَعْجَمِيِّ وَلَا لِلاَعْجَمِيِّ فَضلٌ عَلَى العَرَبِيِّ، كُلُّكُم اَبنَاءُ آدَمَ وَ آدَمُ مِن تُرَاب''

اے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ یعنی آدم بھی ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ ہی کسی سرخ کو کسی سیاہ پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی سیاہ کو کسی سرخ پر، سوائے تقویٰ کے۔ تم سب ابنائے آدم ہو اور آدم مٹی سے تھا۔

اس موقعہ پر آپ نے یہ بھی فرمایا:

اَرِقَّاءَ كُم اَرِقَّائَكُم اَطعِمُوهُم مِمَّا تَأكُلُونَ وَاكسُوهُم مِمَّا تَلبِسُون۔

کہ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ ان کو وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو بھی ویسا ہی پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: لَا تَرجِعُوا بَعدِي كُفَّارًا يَضرِبُ بَعضُكُم رِقَابَ بَعض۔

میرے بعد بھٹک نہ جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں یہ بھی فرمایا:

اَلَا لَا يَجنِي جَانٍ اِلَّا عَلَى نَفسِهِ، لَا يَجنِي وَالِدٌ عَلَى وَلَدِهِ وَلَا مَولُودٌ عَلَى وَالِدِهِ۔

کہ مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے۔ باپ اپنے بیٹے کے جرم کا ذمّہ دار نہیں اور نہ بیٹا باپ کے جرم کا ذمہ دار ہے۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا:

اِن اُمِّرَ عَلَيكُم عَبدٌ مُجَدَّع ...اَسوَدُ يَقُودُكُم بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسمَعُوا لَهُ وَاَطِيعُوا۔

کوئی حبشی بھی تم پر امیر ہو اور وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

اور آپ نے یہ بھی فرمایا:

اُعبُدُوا رَبَّكُم وَصَلُّوا خَمسَكُم وَ صُومُوا شَهرَكُم وَ اَطِيعُوا اِذَا اَمَرَكُم تَدخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُم۔

کہ اپنے ربّ کی عبادت کرو، پنجوقتہ نمازوں کا التزام کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، میرے احکام کی اتباع کرو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ایک خطبہ کے بعد آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا:

اِنَّكُم تَسأَلُونَ عَنِّي فَمَا اَنتُم قَائِلُون قَالُوا نَشهَدُ اَنَّكَ قَد بَلَّغتَ وَ اَدَّيتَ وَنَصَحتَ۔

جب تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تمہارا کیا جواب ہوگا؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے پوری طرح پیغام پہنچا دیا ہے اور اپنا فرض ادا کر دیا اور بڑے احسن طور پر ادا کیا ہے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: اَللّٰهُمَّ اشهَد۔ اے میرے اللہ! گواہ رہ۔ اللّٰهُمَّ اشهَد، اے میرے اللہ تو بھی گواہ رہ۔ اللّٰهُمَّ اشهَد، اے میرے اللہ تو بھی گواہ رہ۔

سامعین کرام!! خطبہ حجۃ الوداع میں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ایک اہم نصیحت یہ فرمائی کہ ہر زماں اور مکاں کے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے رب پر ایمان لائے اور اُس کی عبادت کرے۔ ماضی میں بھی اور عصر حاضر میں بھی بنی نوع انسان کا ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ اللہ ہے ہی نہیں۔ ایک طبقہ یہ کہہ رہا ہے اللہ تین ہیں۔ ایک طبقہ یہ کہتا ہے کہ اللہ ایک نہیں تین نہیں بلکہ سینکڑوں دیوی دیوتا ہیں۔ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہر زمانہ کے انسان کو سمجھایا۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے (اِنَّ رَبَّكُم وَاحِدٌ) تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ جس طرح انسانی فطرت وضمیر یہ برداشت نہیں کرتی کہ کسی کو کہا جائے تیرا باپ نہیں یا تیرے ایک سے زیادہ باپ ہیں اسی طرح فطرت انسانی یہ بھی برداشت نہیں کرتی کہ اُس کو کوئی ملحد یا دہریہ کہے کہ تیرا کوئی رب نہیں یا تیرے ایک سے زیادہ ربّ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ

''ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔''

(یوحنا:17-3)

حجۃ الوداع کے موقعہ پر جاری انسانی حقوق پر مشتمل منشور کا سب سے اہم پیغام یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان خدائے واحد کو پہچانیں اُس کی عبادت کریں اور اسی عبادت سے ان کے بے چین پریشان حال دلوں کو چین نصیب ہوگا جیسا کہ قُرآن مجید میں بھی ذکر ہے:

اَلَا بِذِكرِ اللّٰهِ تَطمَئِنُّ القُلُوبُ

(الرعد:13-29)

اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔ انسان کا یہ حق ہے کہ اُسے اُس فرض کی طرف بار بار توجہ دلائی جائے جو اس پر عائد ہوتا ہے۔ ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی عبادت کرے۔ اس عبادت میں انسان کا اپنا فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا محتاج نہیں۔ عصر حاضر میں حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے بنی نوع انسان کو اُسی رب العالمین کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیوں کہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

سامعین کرام!! خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت ﷺ نے ہر زمانے کے انسان کو یہ نصیحت فرمائی (اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ) اے لوگو!! تمہارا رب ایک ہے، اُس کی توحید و وحدانیت پر ایمان لاؤ۔ نبی کریم ﷺ نے جو لفظ ارشاد فرمایا وہ ہے ''ربّ''۔ اور ربّ کے ایک معنی ''پرورش کرنے والا'' یعنی پرورش کے سلسلے میں تمام حقوق و تقاضوں کو دینے اور پورا کرنے والا ''ایک''۔ ''اکیلا'' ربّ ہے۔ اُس کے علاوہ کسی اور کے سامنے حقوق کے حصول کے لئے جھولی نہ پھیلاتے پھرنا۔

حضرات گرامی!! خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت ﷺ نے تمام بنی نوع انسان کو یہ سمجھایا کہ تم سب ابنائے آدم ہو تمہارا رب ایک، تمہارا باپ (یعنی آدم) ایک۔ لہذا کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت نہیں نہ کسی سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی سیاہ کو کسی سرخ پر۔ سوائے تقویٰ کے۔ آنحضرت ﷺ نے بنی نوع انسان کو اس کی پیدائش کی حقیقت سمجھا کر انہیں اخوت و مساوات کے مضبوط رشتے میں باندھ دیا۔ عصر حاضر میں عالمی ادارے انسانوں کے مابین یکسانیت کی بات تو کرتے ہیں مگر تمام انسانوں کو یکجا کرنے کی کوئی معقول بنیاد پیش نہیں کرتے مگر سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ''كُلُّكُم اَبنَاءُ آدَم'' کہہ کر تمام بنی نوع انسان کو

رشتۂ اخوت میں باندھ دیا۔جیسے ایک باپ کے بچوں میں محبت اور حقوق میں مساوات کے جذبات ہوتے ہیں وہی اخوت و مساوات اسلام انسانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

سامعین کرام!! ایک مسلمان کے نزدیک حج کا دن حج کا مہینہ اور مقاماتِ حج سب سے زیادہ مقدس و محترم ہوتے ہیں۔ وہ اُن کی بے حرمتی برداشت نہیں کر سکتا ۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ آج کون سا دن اور کون سا مہینہ ہے؟ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ہی فرمایا آج حج کا دن اور حج کا مہینہ ہے اور ہم مقاماتِ حج میں موجود ہیں لہذا میں تمہیں تاکیدی نصیحت کرتا ہوں کہ:

فَاِنَّ اللہَ حَرَّمَ عَلَیکُم دِمَائَکُم وَ اَموالَکُم وَ اَعرَاضَکُم کَحُرمَۃِ یَومِ کُم ھٰذا فِی شَھرِ کُم ھٰذا فی بَلَدِ کُم ھٰذا"

(صحیح البخاری۔کتاب الحج)

یاد رکھو کہ تمہاری جانیں تمہارے مال، تمہاری آبروئیں تم پر اُسی طرح قابل عزت ہیں جس طرح حج کا دن اور حج کا مہینہ اور حج کے مقامات قابلِ عزت و احترام ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس مثال کے ذریعہ تمام ابنائے آدم کو یہ سمجھا دیا کہ کس طرح ایک سچا و حقیقی مسلمان حج کے دن اور مہینے اور مقامات کی عزت و تعظیم کرتا ہے اسی طرح تم سب ابنائے آدم آپس میں ایک دوسرے کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت اور تعظیم کرو۔حَرَمَ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو محفوظ رکھنا اس کی طرف سے مدافعت کرنا۔اس کی تعظیم و عزت کرنا اور اسی سے احترام اور محترم بنا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک اصولی اور ابدی نصیحت یہ فرمائی کہ اے لوگو! میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُس کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ "کِتَابُ اللہِ و سُنَّۃُ نَبِیِّہٖ" کتاب اللہ قرآن مجید اور اس کے رسول کی سنت ہے۔

اسی کتاب اللہ میں انسانی حقوق کے سلسلہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ :وَلَقَد کَرَّمنَا بَنِیٓ آدَمَ ۔(بنی اسرائیل17۔71)۔اور یقینا ہم نے ابنائے آدم کو عزت دی۔

یا اَیُّھا النَّاسُ اِنَّا خَلَقنٰکُم مِّن ذَکَرٍ وَّ اُنثٰی وَجَعَلنٰکُم شُعُوباً وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا۔ اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللہِ اَتقٰکُم۔

(الحجرات۔49۔14)

اے لوگو! یقینا ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

پھر قُرآن مجید میں ایک اور مقام پر جنّتی زندگی کا ذکر ہے، مگر اس میں یہ ترغیب بھی دی گئی کہ اے بنی نوع انسان اگر تمہیں دنیا میں بھی جنّتی نظام قائم کرنا ہے تو تمہیں ایسے انتظامات کرنے ہوں گے کہ کوئی انسان بھوکا، پیاسا نہ رہے اور وہ بغیر مکان اور لباس کے زندگی نہ گزارے اُس کے بنیادی حقوق کا تقاضا ہے کہ اُس کی سیری کے لئے روزگار مہیا کیا جائے اور روزگار کے لئے لازمی طور پر اُس کی تعلیم ،اُس کی صحت قائم رکھنے کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی۔ارباب اقتدار کا فرض ہوگا کہ وہ ہر انسان کو صاف آب و ہوا فراہم کریں اسی طرح انسان کیلئے مکان و لباس کا انتظام کرنا بھی اُنہیں کی ذمہ داری ہے۔اس سلسلے میں فرمانِ الٰہی ہے:

اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوعَ فِیھَا وَلَا تَعرٰی۔ وَاَنَّکَ لَا تَظمَؤُا فِیھَا وَلَا تَضحٰی

(طٰہٰ:20۔119)۔تیرے لئے مقدر ہے کہ نہ تُو اس میں بھوکا رہے اور نہ ننگا اور یہ بھی کہ نہ تُو اس میں پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں جلے۔

سامعین کرام! حَق عربی زبان کا لفظ ہے جس کے بہت سے معنی ہیں اُن میں ایک یہ ہے کہ کسی کا معین و مخصوص حصہ جیسے کہتے ہیں "ھٰذا حَقِّی"۔یہ میرا حق ہے۔

معزز حاضرین! قُرآن مجید کی پہلی آیت "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں اللہ کے نام کے بعد پہلی صفت "رحمان" بیان کی گئی ہے۔پھر سورۃ فاتحہ میں اُس کی صفت "رب" کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت "رحمانیت" اور "ربوبیت" کے تحت ہر انسان کے لئے اِس دنیا کی نعمتوں میں سے ایک مخصوص حصہ رکھا ہوا ہے۔جو اُس کا حق ہے اور اُسے ملنا چاہئے۔اس حصے کو غصب کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہوگا۔زندگی تو زندگی رہی مرنے کے بعد بھی انسان کا حق ہے کہ دوسرے انسان اُس کی مغفرت کے لئے دُعا کریں۔اُس کی تجہیز و تکفین کریں اور اس کے جسد خاکی کو اُس کی آخری آرامگاہ تک پہنچاویں۔قُرآن مجید کی سورۃ مائدہ آیت نمبر 31 میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کے بیٹے کو ایک کوّا بھیج کر انسان کو عزت کے ساتھ تدفین کا طریقہ سکھایا یہ تمام حقوق قُرآن مجید کی آیت اور خطبہ حجۃ الوداع کے ان الفاظ میں مضمر ہیں کہ " وَلَقَد کَرَّمنَا بَنِی آدَمَ" کہ ہم نے ابنائے آدم کو عزت دی ہے۔فَاِنَّ اللہ حَرَّمَ عَلَیکُم دِمَاءَ کُم وَاَموَالَکُم وَاَعرَاضَکُم۔ یقینا تمہاری جان و مال اور آبروئیں باعزت ہیں۔اس سے قبل دنیا کی اقوام میں احترامِ آدمیت و شرف انسانیت کے قواعد اس طرح مرتب نہ تھے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائے اور اس پر عمل کر کے بھی دکھایا اور سمجھایا۔آج کل دنیا والے تہذیب یافتہ اور انسانی حقوق کے محافظ ہونے کا دعوی کرتے ہیں مگر دشمنوں کو مارنے کے بعد اُن کی لاشوں کو جانوروں کی طرح گھسیٹتے اور بے عزت کرتے ہیں۔خدا جانے اُس وقت احترامِ انسان کے دعوے کہاں جاتے ہیں۔اسلام نے مثلہ کی رسم سے روکا اور میّت کے کان، ناک اور اعضاء کاٹنے پر پابندی عائد کی اور اس کے احترام کا حکم دیا۔

انسانی حقوق ادا کرنے کے سلسلے میں انسانی ہاتھوں نے اب تک جتنے بھی منشور، اعلامیے، لائحہ عمل ،قواعد و ضوابط بنائے، سب کے سب دنیا کے انسانوں کو ان کے حقوق دلوانے میں ناکام رہے۔حتّٰی کہ معمولی سے حقوق جو ادا کرنا بین الاقوامی ادارہ جات کی استطاعت میں ہے وہ بھی ادا نہیں کر پا رہے ہیں۔ چنانچہ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کے مطابق اس وقت

۞۔ دنیا میں تقریباً سترہ ہزار بچے روزانہ بھوک اور بیماریوں سے مر رہے ہیں۔

۞۔ایک ارب لوگ بھوک و فاقہ کی مار جھیل رہے ہیں۔

۞۔7 کروڑ لوگوں کو پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں۔

۞۔34 لاکھ لوگ سالانہ گندہ پانی پینے سے بیمار ہوتے ہیں۔

ان اعداد و شمار کو پڑھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اقوامِ متحدہ کے ذریعہ جاری عالمی منشور برائے حقوق انسان بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں کلیۃ ناکام ثابت ہوا۔صرف اور صرف ان انسانوں کے حقوق ادا کئے گئے جن سے بڑی بڑی طاقتوں و حکومتوں کے مفادات وابستہ ہیں۔ باقی قومیں غالباً اُن کے نزدیک "انسان" کی تعریف میں نہیں آتیں۔

اگر حقیقت میں یہ ادارے سچے دل سے انسانی حقوق ادا کرنا چاہتے ہیں تو انہیں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے خلفاء کی اقتدا کرنی ہوگی۔وقت کی رعایت سے قابل اقتداء چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت میں ایک دفعہ اپنے ایک خادم کے ساتھ ایک ایسے خیمے کے پاس سے گزرے جہاں بچے رو رہے تھے۔حضرت عمر نے السلام علیکم کہا اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔اُس عورت نے اجازت دے دی۔وہ عورت حضرت عمرؓ کو نہیں پہچانتی تھی۔حضرت عمرؓ نے پوچھا بچے کیوں رو رہے ہیں۔اُس عورت نے جواب دیا "الجوع" بھوک کی وجہ سے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا ہانڈی میں کیا ہے۔جواب ملا صرف پانی ہے۔اور بچے اس ہانڈی کو دیکھ کر تسلی پا رہے ہیں کہ اُن کے لئے کچھ پک رہا ہے۔اسی انتظار میں وہ تھک کر سو جائیں گے۔اللہ ہمارے اور عمرؓ کے درمیان فیصلہ کرے گا۔حضرت عمر نے فرمایا: اللہ تیرے پر رحم کرے کیا تو نے عمرؓ کو اپنی اس حالت کی اطلاع دی؟ اُس عورت نے جواب دیا وہ ہمارے حقوق کا نگران ہے اور پھر وہ حقوق کی ادائیگی سے غافل کیوں ہے؟ حضرت عمر اپنے خادم کو لے کر واپس آئے اور اسٹور پہنچ کر خادم کو کہنے لگے۔ایک آٹے کا تھیلا نکالو اور میرے کندھے پر رکھ دو۔خادم نے عرض کیا حضور میں اُٹھا لیتا ہوں۔عمرؓ نے فرمایا: "انتَ تَحمِلُ عَنِّی اَزرِی یومِ القیامۃ"۔کیا تو قیامت کے دن میرا بوجھ اُٹھا لے گا؟ حضرت عمرؓ وہ تھیلا اور گھی کندھے پر اُٹھا کر اُس عورت کی رہائش گاہ پر پہنچے کھانا پکانے میں مدد کی۔بچوں کو کھلایا اور جب بچے سیر ہو گئے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس آئے

(بحوالہ محاضرات تاریخ الامم الاسلامیۃ الجزء الثانی صفحہ۱۳)

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خلفاء راشدین بنی نوع انسان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے از خود نگرانی فرماتے۔اگر دنیا کے ارباب اقتدار اس نمونہ کو اختیار کریں گے تو تب ہی حقیقی طور پر حقوق العباد ادا کر سکیں گے۔

سامعین کرام! کسی انسان یا قوم و ملک کے مخالف یا دشمن بھی "بنی نوع انسان" ہی ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں جس کسی نے 13 سال دُکھ اُٹھائے ہوں اُن سے عام انسان کی طبیعت حسن سلوک کرنے میں انقباض محسوس کرتی ہے۔اور بعض تو اُن کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ہر صورت میں اُن سے انتقام لینا چاہتے ہیں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی نوع انسان کے اس طبقہ کے ساتھ بھی حسن سلوک فرما کر رہتی دنیا تک کے ارباب اقتدار کے لئے ایک مثال قائم فرما دی۔خطبہ حجۃ الوداع کے اعلان کے مطابق اُن کی جان و مال و آبرو کو بھی آپ نے عزت و امان بخشی۔

فتح مکہ کے دن رمضان 8 مطابق دسمبر 629ء میں جب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ظالم قریش مکہ اور مظلوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اصحاب آمنے سامنے کھڑے تھے۔ظالم یہ سمجھ رہے تھے کہ آج اُنہیں اُن کے جرائم اور مظالم کی سزا ملے گی۔مگر کل عالم کی جان و مال کا رکھوالا، محسن انسانیت ظالموں سے پوچھتے ہیں:

یَامَعشَرَ قُرَیشٍ مَاتَرَونَ اِنِّی فاعِلٌ فِیکُم؟ قَالُوا خیراً، اَخٌ کَرِیمٍ و ابنُ کریمٍ قَالَ لَا تَثرِیبَ عَلَیکُم الیَومَ ، اِذھَبُوا فَاَنتُم الطُّلَقَاءُ (ابن ھشام)

اے قریش کے گروہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ آج کیا سلوک ہوگا؟ ظالم زبانِ حال سے کہنے لگے۔اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو قانونی و اخلاقی لحاظ سے حق حاصل ہے کہ ہم میں سے ایک ایک کو قتل کروا دیں مگر اس کے باوجود ہم آپ کی رحمت و شفقت کے پیش نظر یہ کہتے ہیں: خَیراً اَخُ کَرِیمٍ وابنُ کریمٍ تجھ سے خیر کی اُمید کرتے ہیں، تو بھی خود کریم ہے اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔مجمع پر خاموشی طاری ہے، سب حاضرین حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جواب کا انتظار کرنے لگے۔رحمت مجسم۔انسانوں کی جان مال، آبرو

وعزت کے حقیقی محافظ اور سچے خیر خواہ اعلان فرماتے ہیں کہ: ”لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ“

”جاؤتم پر کوئی گرفت نہیں تم آزاد ہو اور آج تم پر کوئی الزام نہیں“

صفات جمال اور صفات جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

حضور ﷺ نے دشمنی اور ظلم کرنے والوں کو بھی انسان سمجھا اور اُن کی جان و مال کو تحفظ بخشا۔ آج کل ظالم فاتحین دشمنوں کو مظالم کی چکی میں پیس پیس کر ہلاک کرتے ہیں اور پھر بھی انسانی حقوق ادا کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو نصائح آپ ﷺ نے فرمائیں حقیقت میں آپ اُن پر بہت پہلے سے عمل پیرا تھے اور آپ کی سیرت مبارکہ اس کی شاہد ہے۔

سامعین!! خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر سیدنا حضرت محمد ﷺ نے ”اِرِقَّائَکُم اَرِقَّائَکُم“ فرما کر ہر اُس انسان کی مدد کی طرف توجہ دلائی ہے جو مظلوم ہے اور کسی جابر نے اس کے جائز حق کو غصب کر لیا ہے اور وہ صاحب اقتدار کی زیادتی کا شکار ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اسوۂ مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے ضعیف و کمزور کو اُس کا حق جابر و ظالم سے دلوایا۔

ایک دفعہ ایک شخص جس کا نام ”اراشہ“ تھا مکہ میں کچھ اُونٹ بیچنے آ گیا۔ ابو جہل نے وہ اونٹ لے لئے مگر قیمت ادا نہ کی۔ اراشہ مکہ کی گلیوں میں مارا مارا پھرتا رہا کوئی اُس کا حق دلوانے کے لئے تیار نہ ہوا۔ آخر وہ ”رؤسائے مکہ کی مجلس“ میں گیا۔ انہوں نے بھی اس غریب کا حق نہ دلوایا۔ البتہ مذاق کے رنگ میں مشورہ دیا کہ ”محمد“ کے پاس چلے جاؤ وہ تمہارا حق دلوا دے گا۔ وہ حضور ﷺ کے گھر پہنچا اور سارا قصہ سنایا۔ حضور ﷺ نے اراشہ کو دیکھنے کے بعد یہ نہ سوچا کہ یہ تو ایک اجنبی انسان ہے۔ مسلمان نہیں ہے۔ ہماری قوم میں سے بھی نہیں ہے۔ اور میں دنیاوی وسائل کے اعتبار سے موجودہ حالت میں اس کی مدد کرنے کی حیثیت میں بھی نہیں ہوں۔ مگر حضور ان سب باتوں کی پرواہ کئے بغیر اراشہ کو لے کر ابو جہل کے گھر پہنچے اور فرمایا: یہ شخص کہتا ہے کہ آپ نے اسے اونٹوں کی قیمت ادا نہیں کی؟ اس کا حق کیوں نہیں دیتے؟ اُس وقت ابو جہل کا رنگ خوف سے فق ہو گیا، کہنے لگا: ”محمد! ٹھہرو“ میں ابھی اس کی رقم دے دیتا ہوں۔ اندر گیا اور رقم لا کر دی۔ لوگوں نے ابو جہل سے پوچھا کہ کیا تم محمد سے ڈر گئے۔ اُس نے جواب دیا: خدا کی قسم جب میں نے محمد کو اپنے دروازے پر دیکھا تو مجھے یوں نظر آیا کہ اُس کے ساتھ لگا ہوا ایک غضبناک اُونٹ کھڑا ہے اور میں سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی چوں چرا کروں گا تو وہ مجھے چبا جائے گا۔

اس واقعہ کی مناسبت سے آج جماعت احمدیہ دنیا کی مسلوب الحقوق درماندہ اور مظلوم قوموں سے کہتی ہے جس طرح ”رؤسائے قریش کی مجلس“ اراشہ کا حق دلانے میں ناکام رہی، اسی طرح آج حقوق انسانی کے بین الاقوامی ادارے کبھی بھی تمہارے حقوق نہیں دلوا سکیں گے۔ تم اراشہ کی طرح سیدنا محمد ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے در پر اطاعت اور انکساری کے ساتھ جاؤ وہی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے تمہارے سلب شدہ حقوق دلائیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

سامعین کرام!! عرب کی تاریخ شاہد و گواہ ہے کہ بعثت نبوی سے قبل عربوں کی اکثریت سودی نظام تجارت میں جکڑی ہوئی تھی۔ غریب و کمزور اُس مریض کی طرح روز بروز کمزور ہوتا چلا جا رہا تھا جس کے جسم کا خون روزانہ چوسا جا رہا ہو۔ ان غریبوں، مظلوموں، سودی قرضوں تلے دبے انسانوں کا نجات دہندہ آیا اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر اعلان فرمایا کہ: اَنَّ کُلَّ رِباً مَوضُوعٌ“ ہر قسم کا سود ختم کیا جاتا ہے۔ صرف اصل مال واپس کیا جائے۔ اور اپنے خاندان کی نیابت میں اعلان کیا کہ میرے چچا عباس سے جس جس نے سود پر قرض لیا ہوا تھا۔ وہ سود کالعدم اور معاف کیا جاتا ہے۔ اس اعلان سے یکدم ہزاروں مظلوموں کو ایک نئی زندگی مل گئی۔ اور سودی قرضوں سے نجات مل گئی۔

عصر حاضر میں دنیا کی غریب اقوام قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہیں اور وہ اپنی آمد کا بہت بڑا حصہ سودی قرضے اتارنے میں ہی صرف کر رہی ہیں۔ سودی نظام کو اختیار کرنے کی وجہ سے آج مغربی دنیا اقتصادی بحران سے دوچار ہے جو دن بدن سنگین ہوتا چلا جا رہا ہے اور قُرآنی الفاظ ”یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ“ (البقرہ:2 آیت 276)۔ ”جسے شیطان نے اپنی مس سے حواس باختہ کر دیا ہو“۔ اُن پر صادق آتا ہے۔ پہلی دو عظیم جنگوں کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ سود تھی۔ اور اب دنیا اسی سودی نظام کے بد اثرات کے باعث تیسری تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اگر مغربی دنیا چاہتی ہے کہ اُس کا اقتصادی و معاشی نظام بہتر ہو تو اُسے قُرآنی اقتصادی نظام کی طرف لوٹنا ہوگا۔ اور حقیقت میں انسانی حقوق تب ہی ادا ہو سکتے ہیں جب کہ خطبہ حجۃ الوداع میں بیان فرمودہ نصیحت کے مطابق سود کو معاف کر دیا جائے۔ ورنہ حقوق انسانی ادا کرنے کا دعویٰ کھوکھلا ہی رہے گا۔

حاضرین کرام!! آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت عورتوں کی حالت بحیثیت مجموعی انتہائی خراب اور قابل رحم تھی۔ اُسے خریدا اور فروخت کیا جاتا تھا۔ اور بعض لوگ عورت کی اس بے عزّتی کو برداشت نہ کرنے کی وجہ سے اپنی ہی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ قبیلہ بنی تمیم کے رئیس قیس بن عاصم جب اسلام لائے تو انہوں نے بتایا کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے آٹھ لڑکیاں زندہ دفن کی ہیں۔ ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی لڑکی کو پکڑ کر کنویں میں ڈال دیا وہ ابّا ابّا پکارتی رہی اور میں نے اُس کی ایک نہ سنی۔ رحمت کونین ﷺ اس پُر درد افسانہ کو سن کر آنسوؤں ضبط نہ کر سکے۔ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے ان حالات کو کچھ اس طرح فرمایا ہے:

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
جب باپ کی جھوٹی غیرت کا خوں جوش میں آنے لگتا تھا
جس طرح جنا ہے سانپ کوئی یوں ماں تیری گھبراتی تھی

رحمۃ للعالمین سیدنا محمد ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ اعلان فرمایا کہ: فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَالنِّسَاءَ“ (مشکوٰۃ کتاب المناسک) تم خواتین کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ صدیوں سے مظلوم بنی نوع انسان کا یہ طبقہ ہمیشہ ہمیش کے لئے آزاد ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حسن معاشرت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ نیز سمجھایا کہ خاوند و بیوی کا رشتہ تقوی، باہمی اعتماد، دیانتداری، وفاداری، خلوص و محبت پر مبنی ہوتا ہے۔ ہر دو کو ان بنیادوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہئے۔ ازواج مطہرہ بنتے ہوئے یہ دُعا کرنی چاہئے: رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان:25 آیت 75)۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھی اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

عصر حاضر میں باہمی ازدواجی سکون قائم رکھنے کے لئے حجۃ الوداع کے مبارک خطبہ میں مذکور اس انمول نصیحت کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے۔ سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

وَقَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِہٖ فَلَنْ تَضِلُّوا اَبَداً اَمراً بَیِّناً. کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّۃَ نَبِیِّہٖ۔“

اے لوگو! میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت ہے۔

پھر آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِیْ کُفَّاراً یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔“ میرے بعد بھٹک نہ جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگ جاؤ۔

افسوس صد افسوس مسلمانوں کی اکثریت نے رسول کریم ﷺ کی اس اہم نصیحت کو پس پشت ڈال دیا قُرآن مجید اور سنت کو خیر باد کہہ کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے میں مصروف ہیں۔ مصر، لیبیا، تیونس، بحرین، یمن، سیریا، افغانستان، پاکستان میں مسلمان ہی مسلمان پر گولیاں اور بم برسا رہے ہیں۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی بدحالی، باہمی قتل و غارت کے سد باب کے لئے رسول کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی:

اِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ۔۔۔۔اَسْوَدَ یَقُوْدُکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَا سْمَعُوا لَہٗ وَ اَطِیْعُوا۔“

اگر کوئی حبشی غلام بھی تم پر امیر ہو اور وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی کتاب کے مطابق چلائے تو اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ایک حدیث میں فرمایا: ”اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِہٖ وَیُتَّقٰی بِہٖ

(صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ)

امام ڈھال ہوتا ہے، اُس کے پیچھے رہ کر ہی لڑا اور دشمنوں کے حملوں سے بچا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں دجالی اور یاجوج ماجوج کے فتنوں سے بچنے کے لئے جب تک مسلمان اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ڈھال یعنی خلافت کے زیر سایہ نہیں آئیں گے یہ فتنوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ نے عصر حاضر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصراً عزیزاً کو وہ ڈھال بنایا ہے جس کا حدیث میں ذکر ہے۔ اُنہی کی بیعت کر کے اور اُن کی جماعت میں شامل ہو کر ہی مسلمان حبل اللہ پکڑنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ اسی ضمن میں ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

”میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ادبار اور تنزل کا دور اور یہ بار بار کے مصائب حقیقت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کا نتیجہ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس لئے آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے اس کو قبول کرو۔ وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے، اس کے بغیر، اس سے علیحدہ ہو کر تم ایک ایسے جسم کی طرح ہو جس کا سر باقی نہ رہا ہو جس میں بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں۔۔۔۔۔۔ پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ اس سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں ہے۔ اسی لئے دکھوں کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ واپس آؤ اور توبہ اور استغفار سے کام لو میں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے ہی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سر تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیوی لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔“

(خلیج کا بحران اور نظام جہاں نو صفحہ 10۔ خطبہ جمعہ 3 اگست 1990، اسلام آباد انگلستان)

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

توہین رسالت کی سزا

جمیل احمد بٹ (پاکستان)

سرورِ کائنات فخر الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناموس پر اسلام دشمن طاقتوں اور خصوصاً مغربی ممالک کی طرف سے مسلسل گھٹیا الزام تراشیوں اور تضحیک کا سلسلہ جاری ہے۔ حالیہ دنوں میں امریکہ کے گندہ ذہن لوگوں نے ''انوسینس آف مسلمز'' کے نام سے ایک انتہائی گھناؤنی فلم بنائی ہے اور اب فرانس کے ایک رسالہ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے توہین آمیز کارٹون اور خاکے شائع کئے ہیں۔ ساری دنیا میں اس وقت اور خصوصاً مسلم ممالک میں مسلمانوں کا شدید ردعمل اس کے نتیجہ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ لیبیا میں سفارت کاروں کا قتل عوامی اور ملکی دولت کو جلانا اور نقصان پہنچانا جاری ہے۔ اس مناسبت سے مکرم جمیل احمد بٹ کراچی کے ایک مضمون کے بعض حصے قارئین بدر کیلئے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم علماء اور دانشوروں کو توہین رسالت کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مدیر)

دیگر مذاہب میں Blasphemy کا تصور

Blasphemy کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے جن دو یونانی الفاظ سے مل کر بنا ہے ان کے انگریزی میں علیحدہ معنی To Injure (نقصان پہنچانا) اور Reputation (شہرت) ہیں۔ مذہبی طور پر یہودیت میں اس کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ کے خلاف ہرزہ گوئی پر ہوتا ہے اور اس کی سزا سنگسار کیا جانا ہے۔ چنانچہ تورات میں لکھا ہے:

And he that blasphemeth, the name of Lord, he shall surely be put to death and all the congregation shall certainly stone him. *(Lev 24:16)*

اور خداوند کے نام پر کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے۔

(احبار 16:24)

عیسائیت میں یہودیت کی مانند انسان کی توہین جرم نہ سمجھی گئی تاہم خدا کے علاوہ روح القدس کی توہین کو بھی قابل سزا جرم قرار دیا گیا۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے:

''اور جو کوئی ابن آدم کے خلاف کوئی بات کہے اس کو معاف کیا جائے گا لیکن جو روح القدس کے حق میں کفر بکے blaphsemeth against the Holy Ghost اس کو معاف نہ کیا جائے گا۔

''(لوقا 10:12)

البتہ قبل از اسلام مذاہب میں صرف ہندومت میں انسان کی توہین کو سزائے موت کا مستحق گردانا گیا جیسا کہ وید میں لکھا ہے:

''اگر ایک شودر ارادتاً کسی پنڈت کی توہین کرے تو بادشاہ کو چاہئے کہ اسے مختلف جسمانی سزائیں بلکہ موت کی سزا دے کر عبرت کا نشان بنا دے''۔ (منوسمرتی 248:9)

قرآنی تعلیم ۔ سب کی عزت و احترام

Blasphemy کے بالمقابل عربی زبان میں زیادہ عام افعال سَبَّ اور شَتَمَ ہیں۔ شَتَمَ قرآن کریم میں بالکل استعمال نہیں ہوا اور سَبَّ صرف ایک بار اور وہ بھی اس نصیحت کے لئے کہ مشرکوں کے بتوں کو برا نہ کہو۔ (الانعام :109) تاہم قرآن کریم رہتی دنیا تک رہنے والا قانون ہے اس لئے اس میں اس معاملہ کے درج ذیل ہر پہلو کا ذکر ہے اور اس کے بارے میں رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

اول: افراد کا ایک دوسرے سے سلوک۔

دوم: معزز اور بزرگ خدائی فرستادوں کی توہین کا معاملہ۔ سوم: خدا کی توہین۔

اس میں شق اوّل صاف اور واضح ہے۔ قرآن کریم میں سچائی، سچی گواہی، ایثار، تواضع، حسن ظن، عفو، صبر، عدل و احسان، ایفائے عہد، صلہ رحمی اور دوسروں سے حسن سلوک کے احکام ایسی صورتحال کا سدّ باب کرتے ہیں جن میں ایک فرد کے کسی دوسرے سے توہین آمیز رویہ اختیار کرنے کی نوبت آئے۔ پھر اس پر مستزاد قرآن کریم ان سب امکانات سے اجتناب کی بھی تعلیم دیتا ہے جو عملاً افراد کی توہین کا باعث بنتے ہیں یعنی بدگمانی، عیب جوئی، برے ناموں سے پکارنا، تحقیر و تمسخر، حسد، غیبت، جھوٹ، جھوٹی گواہی اور بغیر علم کے کسی بات کا کرنا۔ ان دونوں جہتوں سے قرآن کریم نے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینے کا انتظام کیا ہے جس میں افراد باہم امن و آشتی اور صلح صفائی سے رہیں اور ایک دوسرے کی عزت و احترام کریں۔

انبیاء کی توہین کا معاملہ

شق دوم کے بارے میں قرآنی تعلیم کے دو پہلو ہیں۔ اول قرآن کریم خدائے خبیر کی جانب سے یہ خبر دیتا ہے کہ خدا کے فرستادے، چنندہ اور اپنے دور کے بہترین وجود ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے مخاطب ان کو جھٹلاتے، مخالفت کرتے اور تمسخر سے پیش آتے ہیں اور یوں ہر طرح توہین آمیز سلوک روا رکھتے ہیں۔ قرآن کریم میں یہ مضمون بار بار آیا ہے مثلاً:

انبیاء کی تکذیب:

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ کُلَّمَا جَآءَ اُمَّۃً رَّسُوۡلُہَا کَذَّبُوۡہُ (المومنون:45)

ترجمہ: پر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے جب بھی کسی امت کی طرف اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

انبیاء کی مخالفت:

وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ (الفرقان:32)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنا دئے ہیں۔

انبیاء کو جادوگر اور دیوانہ کہا جانا:

کَذٰلِکَ مَاۤ اَتَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ

(الذاریت:53)

ترجمہ: اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کی طرف بھی کبھی کوئی رسول نہیں آیا مگر انہوں نے کہا کہ یہ ایک جادوگر یا دیوانہ ہے۔

انبیاء سے استہزاء:

i۔ وَمَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (الزخرف:8)

ترجمہ: اور کوئی نبی ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر وہ اس کے ساتھ تمسخر کیا کرتے تھے۔

ii۔ یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (سورۃ یٰسین:31)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔

دوسرے: اب چونکہ انبیاء کے لئے یہ صورتحال ایک طرح سے مقدر ہے اور کسی کے لئے اس سے مفر نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے اور سب نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گزشتہ خبروں کے ذریعہ اس آگے آنے والی صورتحال سے قبل از وقت آگاہ فرما دیا۔ اور اس سب پر صبر اور درگزر کا حکم دیا اور یہ تسلی دی کہ اللہ تعالیٰ ان توہین کرنے والوں کو اس جرم کی قرار واقعی سزا دے گا اور یہ کہ اللہ ہی کافی ہے۔ ایسی چند آیات درج ذیل ہیں:

i۔ وَلَقَدِ اسۡتُہۡزِیَٔ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (الانبیاء:42)

ترجمہ: اور رسولوں سے تجھ سے پہلے بھی تمسخر کیا گیا پس ان کو جنہوں نے ان (رسولوں) سے تمسخر کیا انہی باتوں نے گھیر لیا جس سے وہ تمسخر کرتے تھے۔

ii۔ وَلَقَدۡ کُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَصَبَرُوۡا عَلٰی مَا کُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤی اَتٰہُمۡ نَصۡرُنَا ۔ (الانعام:35)

ترجمہ: اور یقینا تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے تھے اور انہوں نے اس پر کہ وہ جھٹلائے گئے اور بہت ستائے گئے صبر کیا یہاں تک کہ ان تک ہماری مدد آن پہنچی۔

iii۔ اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ (الفجر:15)

ترجمہ: یقینا ہم استہزاء کرنے والوں کے مقابل پر تجھے بہت کافی ہیں۔

iv۔ وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّکَ یَضِیۡقُ صَدۡرُکَ بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ ۔ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَکُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ ۔ وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ ۔ (الحجر:98-100)

ترجمہ: اور یقینا ہم جانتے ہیں کہ تیرا سینہ ان باتوں سے تنگ ہوتا ہے جو وہ کہتے ہیں پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا چلا جا یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے۔

v۔ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَیۡہِمۡ وَلَا تَکُنۡ فِیۡ ضَیۡقٍ مِّمَّا یَمۡکُرُوۡنَ (النمل:71)

ترجمہ: اور ان پر غم نہ کر اور کسی تنگی میں مبتلا نہ ہو اس کے باعث جو وہ مکر کرتے ہیں۔

vi۔ فَلَا یَحۡزُنۡکَ قَوۡلُہُمۡ ۘ اِنَّا نَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ (یسین:77)

ترجمہ: پس تجھے ان کی بات غم میں مبتلا نہ کرے۔ یقینا ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

vii۔ خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ (الاعراف:200)

ترجمہ: عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر۔

viii۔ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَاہۡجُرۡہُمۡ ہَجۡرًا جَمِیۡلًا (المزّمل:11)

ترجمہ: اور صبر کر اس پر جو وہ کہتے ہیں اور ان سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا۔

ix۔ وَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَدَعۡ اَذٰىہُمۡ وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ۝ (سورۃ الاحزاب:49)

ترجمہ: اور ان (کافروں اور منافقوں) کی ایذا رسانی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ سورہ احزاب 5 ہجری میں مدینہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی۔

تیسرے یہ کھلی تکذیب و تمسخر کے واقعات مومنوں کی جماعت کو بھی دکھی کرتے تھے اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے مندرجہ بالا احکامات بالواسطہ طور پر ان مومنوں کو بھی ان پر صبر، درگزر اور خدا سے لو لگانے اور اس کی تائید میں دعاؤں کی یاددہانی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم نے اس صورتحال سے پہنچنے والی تکلیف سے بچاؤ کے لئے مومنوں کو اجتناب اور اعراض کا حکم بھی دیا جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے:

i۔ وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الۡکِتٰبِ اَنۡ اِذَا

سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ (النساء:141)

ترجمہ: اور اس نے تم پر اس کتاب میں یہ (حکم) اتار چھوڑا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے یا ان سے تمسخر کیا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں۔

ii۔وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۔سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۔(القصص:56)

ترجمہ: اور جب وہ کسی لغو بات کو سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کی طرف رغبت نہیں رکھتے۔

توہین خداوندی

اس بارہ میں قرآن کریم کی تعلیم تورات کی تعلیم سے جدا ہے۔ اور انسانی فطرت کے عین مطابق۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود کو انسانوں کی محبت کا مرکز بنانے کے لئے قرآن کریم میں اپنے وجود پر دلائل اور اپنے حسن اور احسان کا بکثرت ذکر فرمایا ہے اور مثبت طور پر انسانوں کو اپنی طرف مائل کیا ہے۔

ترغیب کی اس راہ کے ساتھ قرآن کریم نے مومنوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ کسی مشرک کو ازخود یہ موقع فراہم نہ کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ وجود کو جوابی سب وشتم کا نشانہ بنائے چنانچہ حکم ہے کہ:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام:109)

ترجمہ: اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

پھر چونکہ اللہ کی شان میں سب سے بڑی گستاخی اس کا شریک ٹھہرانا ہے اس لئے اس سے روکنے کے لئے بطور انذار یہ تنبیہ فرمائی کہ شرک ایک ایسا گناہ ہے جو نا قابل معافی ہے جیسا کہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (سورة النساء:49)

ترجمہ: یقیناً اللہ معاف نہیں کرے گا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ سب کچھ معاف کر دے گا جس کے لئے وہ چاہے اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ افتراء کیا ہے۔

یوں مختصراً توہین کے حوالے سے قرآنی تعلیم یہی ٹھہرتی ہے کہ ترغیب، تحریص اور انذار کے ذریعہ لوگوں کو اس سے روکا جائے اور اگر کوئی اپنی بدنیتی کے ہاتھوں اللہ کے کسی رسول یا خدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے تو اس معاملہ پر صبر، درگزر، اعراض اور اجتناب کر کے اسے حوالہ بخدا کیا جائے جو خود اس جرم کی سزا دے گا۔

قرآن کریم میں توہین رسالت کی کوئی دنیوی سزا مذکور نہیں

قرآن کریم میں انبیاء کے مخاطبین کے تین گروہوں کا ذکر ہے کافر، منافق اور مومن۔

کافر نبی کے انکاری ہوتے ہیں اور اسے اور اس کے ماننے والوں پر ظلم وزیادتی کی راہ اپناتے ہیں۔ ان کفار نے آنحضرت ﷺ کی ہر طرح توہین کی۔ آپ کو برا بھلا کہا، آپ کا نام بگاڑا، آپ کو پتھر مارے، آپ کے سر مبارک پر راکھ پھینکی آپ کے جسم مبارک پر بحالت سجدہ اونٹ کی آلائش رکھی۔ ان توہین کرنے والوں کے لئے قرآن کریم میں کوئی سزا بیان نہیں ہوئی اور صرف ان سے درگزر کرنے، اعراض کرنے، معاف کرنے اور صبر کرنے کی تعلیم دی گئی۔

منافق حالت کفر اور ایمان کے بین بین ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے وقت ان منافقین کا سردار عبداللہ بن اُبیّ تھا جس نے آنحضرت ﷺ کی توہین میں ایک بہت بری بات کہی جسے قرآن کریم نے بھی دہرایا۔ لیکن ان منافقین کے لئے بھی کسی سزا کا حکم نہیں دیا۔ اور آنحضور ﷺ کو یہی ارشاد ہوا کہ ان (کافروں اور منافقین) کی ایذا دہی کو نظر انداز کر دے اور اللہ پر توکل کر۔ (احزاب 49:33)

تیسرا گروہ مومنین کا ہے۔ ان میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ وہ بھی جن کے بارے میں قرآن نے گواہی دی کہ اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں (التوبہ:100) اور وہ بھی جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ تو کہو کہ ہم مسلمان ہیں لیکن ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا (الحجرات:15) یہ گروہ بعض اوقات احکام الٰہی پر عمل میں سستی کرتا اور اس طرح نافرمانی کر کے گستاخی کا مرتکب ہوتا۔ ان پر بعض دفعہ آنحضورؐ ناراضگی کا اظہار بھی فرماتے جیسے ایک بار نماز فجر میں نہ آنے والوں پر آگ کی سزا کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن عملاً انہیں بھی معاف کئے رکھا۔

قرآن کریم نے ان تینوں ممکنہ گروہوں میں سے کسی کے لئے توہین رسالت کی کوئی دنیوی سزا کا حکم نہیں دیا اور ان سب مجرمین کے لئے ایک ہی سزا مقرر فرمائی ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (الاحزاب:58)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔

مندرجہ بالا مضمون سے یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم میں توہین رسالت کی کوئی دنیوی سزا مذکور نہیں۔ پھر بھی بعض حلقوں میں اس کے برخلاف اظہار رائے ہوتا ہے اور توہین رسالت کے لئے سزائے موت کے حق میں قرآن کریم کی درج ذیل آیت پیش کی جاتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ذاکر نائک صاحب نے اپنی ویب سائٹ پر یہی آیت درج کی ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ (المائدہ:34)

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں کی جزا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھا دیا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں میں کاٹ دئے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔

لیکن اس آیت کا سادہ مطالعہ بھی اس حقیقت کو روشن کر دیتا ہے کہ اس کا توہین رسالت اور اس کی سزا سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ یہ سزائیں واضح طور پر اسلام کے خلاف جنگ کرنے والوں کے بارے میں ہیں۔

اس موضوع پر روزنامہ جنگ کراچی میں 28/ نومبر 2010ء میں شائع ہونے والے ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی صاحبہ کے مضمون میں قانون توہین رسالت قرآن کی روشنی میں کے ذیلی عنوان کے تحت جو آیات درج ہیں ان میں یہی مضمون بیان ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا مذاق اڑانے، اذیت دینے، مخالفت کرنے والوں کے لئے اللہ کافی، بچانے والا، حمایت کرنے والا اور سخت گیر ہے اور وہ ان لوگوں کو رسوائی اور دردناک عذاب دے گا۔ ان آیات میں کہیں بھی یہ بیان نہیں کہ ان جرائم پر افراد یا حکومتیں دنیا میں سزائے موت یا کوئی اور سزا دیں۔

توہین کرنے والوں کے بارے میں اُسوۂ رسول ﷺ

سیرت النبیؐ کا مطالعہ کرنے والا ہر قاری بخوبی یہ جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رحمت تھے اور رحمت للعالمین کے عظیم منصب پر فائز تھے۔ آپ کا باب رحمت ہر خاص وعام کے لئے تھا۔ اور جس کا بھی آپ سے کوئی تعلق ہوا وہ اس رحمت سے بہرہ ور ہوا۔ اس میں دوست اور دشمن کی کوئی تمیز نہ تھی۔ آپ کو دکھ دینے، ستانے اور ایذا دینے والے بھی اس رحمت کے طفیل نہ صرف کسی سزا کے مستوجب نہ ہوئے بلکہ بسا اوقات انعام واکرام سے بھی نوازے گئے۔

سیرت کی کتب ایسے واقعات سے پر ہیں۔ یہ گستاخی کرنے والے ہر طرح کے لوگ تھے۔ آپ پر راکھ پھینکنے والے، راستے میں کانٹے بکھیرنے والے، پتھر مارنے والے، گلے میں پٹکا ڈال کر کھینچنے والے، زہر دینے والے، برا بھلا کہنے والے، برملا تکذیب کرنے والے، تمسخر اور ٹھٹھا کرنے والے، گھر سے بے گھر کرنے والے اور بارہا قتل کی کوشش کرنے والے یہ گستاخ مشرک، کفار اور یہودی تھے اور مسلمان منافقین بھی۔ گستاخی کے ان واقعات میں سے ایک کا قرآن کریم میں یوں ذکر ہے:

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ (المنافقون:09)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹیں گے تو ضرور وہ جو سب سے زیادہ معزز ہے اسے جو سب سے زیادہ ذلیل ہے اس میں نکال باہر کرے گا۔

یہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ معزز کہنے والا عبد اللہ بن اُبی تھا اور وہ جن کو ان الفاظ میں مدینہ سے نکال باہر کرنے کی بات کر رہا تھا وہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ تھے۔

گستاخی اور توہین کے اس بدترین اظہار کے بعد بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نہ صرف اس شخص کو کوئی سزا نہ دی بلکہ اس پر رحمت کی نظر رکھی اور جب یہ شخص فوت ہوا تو آپؐ نے حضرت عمرؓ کی برخلاف گزارش کے باوجود اس کا جنازہ پڑھایا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ اپنی توہین کرنے والوں سے آنحضرت ﷺ کا یہ سلوک جہاں آپ کی رحمت کا آئینہ دار تھا وہیں ان قرآنی ہدایات پر بہترین عمل تھا جن میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عفو ودرگزر کا حکم دیا تھا۔ اور تیسری طرف یہ امت مسلمہ کے لئے اس قسم کے گستاخوں سے نپٹنے کے لئے عظیم الشان اسوہ حسنہ تھا۔

کیونکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے نازل ہونے والے احکامات مومنین کے لئے بھی تھے۔ اور ان احکامات پر عمل کے لئے جس برداشت اور حوصلہ کی ضرورت تھی وہ اس عظیم اسوہ کو دیکھ کر ہی ممکن تھا۔

آنحضرت ﷺ نے توہین کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں دی۔

اس اسوہ کو دیکھ کر بھی بعض ایسی روایات پیش کی جاتی ہیں کہ گویا آنحضرتؐ نے بعض افراد کو اس لئے قتل کروا دیا کہ انہوں نے آپ کی شان میں گستاخی کی تھی یا بعض صحابہ نے ازخود یا آپ کی اجازت سے بعض ایسے گستاخوں کو قتل کیا اور آپؐ اس پر راضی رہے۔

ان واقعات کی روایت اور درایت کے مسلمہ اصولوں کے تحت کیا حقیقت ہے؟ یہ ایک علمی بحث ہے جس میں پڑے بغیر یہ سوال نمایاں طور پر درپیش ہیں کہ:

1- کیا آنحضرت ﷺ کوئی ایسا طرز عمل اختیار کر سکتے تھے جو کہ ان احکامات الٰہی کے برخلاف ہو جو تواتر سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان حالات میں اعراض، درگزر، عفو اور صبر کرنے کے لئے دیئے؟

2- کیا آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ایسا متضاد رویہ ممکن ہے کہ اپنی پوری حیات طیبہ میں آپ بیشتر گستاخوں کے ساتھ رحم دل، شفیق اور معاف کرنے والے وجود رہیں لیکن ایسے چند افراد سے آپ اس کے

برخلاف سلوک فرمائیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ان چند واقعات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سخت رویہ کا سبب توہین رسالت نہیں بلکہ بعض دیگر ایسے جرائم تھے جو نظم حکومت یا مسلمانوں کے مجموعی وقار کو نقصان پہنچانے کے سبب قابل تعزیر تھے۔ مثلاً یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضور ﷺ نے عام معافی کے اعلان کے ساتھ بعض گستاخانِ رسولؐ کے بارے میں یہ حکم بھی دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے خواہ یہ خانہ کعبہ کے پردے میں بھی لپٹ جائیں۔ مختلف کتب میں ان افراد کی تعداد ایک سے 15 تک ذکر ہوئی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرۃ النبیؐ میں اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ:

'محدثانہ تنقید کی رو سے یہ بیان صحیح نہیں۔ اس جرم کا مجرم تو سارا مکہ تھا۔ قریش میں سے (بجز دو چار کے) کون تھا جس نے آنحضرت ﷺ کو سخت سے سخت ایذائیں نہیں دیں۔ بایں ہمہ ان ہی لوگوں کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ جن لوگوں کا قتل بیان کیا جاتا ہے وہ نسبتاً کم درجہ کے مجرم تھے۔

'اگر درایت پر قناعت نہ کی جائے تو روایت کے لحاظ سے بھی یہ واقعہ ناقابل اعتبار رہ جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں صرف ابن خطل کا قتل مذکور ہے اور یہ عموماً مسلّم ہے کہ وہ قصاص میں قتل کیا گیا۔ مقیس کا قتل بھی شرعی قصاص تھا۔ باقی جن لوگوں کی نسبت حکم قتل کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی زمانہ میں آنحضرت ﷺ کو ستایا کرتے تھے وہ روایتیں صرف ابن اسحاق تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں یعنی اصول حدیث کی رو سے وہ روایت منقطع ہے جو قابل اعتبار نہیں۔'

'سب سے معتبر روایت جو اس بارہ میں پیش کی جاسکتی ہے وہ ابوداؤد کی روایت ہے جن میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ چار شخصوں کو کہیں امن نہیں دیا جاسکتا۔ ابوداؤد نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے کہ اس روایت کی سند جیسی چاہیے مجھ کو نہیں ملی'۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے اس روایت پر اپنے توضیحی حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے:

'ابن خطل اور ابن حبابہ دونوں خونی مجرم تھے۔ ابن خطل جو اسلام لا چکا تھا اپنے ایک مسلمان خادم کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا'۔

(سیرت النبیؐ حصہ اول و دوم از علامہ شبلی نعمانی اور علامہ سید سلیمان ندوی صفحہ 301 اور 302 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور)

ان چند اور روایات کو جن میں گستاخی رسول کے نتیجہ میں ہلاکتوں کا مضمون ملتا ہے اسی طرح پرکھا جا سکتا ہے۔ اس سارے معاملہ میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول بھی بہترین رہنمائی ہے۔

'آپؐ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر اپنے اوپر ہونے والی کسی زیادتی کا انتقام نہیں لیا'۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل)

پاکستان میں اس قانون کا نفاذ

مذہب کو سیاست کے لئے استعمال کرنے کی اپنی پالیسی کے تحت جنرل ضیاء الحق نے 1986ء میں Pakistan Penal Code میں دفعہ 295-C کا اضافہ کر کے قانون توہین رسالت کا نفاذ کیا اور اس جرم کی سزا موت یا عمر قید تجویز کی۔ اکتوبر 1990ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے حکومت کو ہدایت کی کہ اس جرم کی سزا صرف موت ہے اس لئے عمر قید کی متبادل سزا غیر اسلامی ہے اور اسے قانون سے حذف کر دیا جائے۔ نواز شریف حکومت نے 1991ء میں اس میں تبدیلی کے لئے اسمبلی میں ایک بل پیش کیا جو 1995ء میں منظور ہوا اور اس وقت سے یہی قانون ہے۔

قانون توہین رسالت پر عمل درآمد

1927ء میں انڈین پینل کوڈ میں مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کو جرم قرار دیا گیا۔ اس وقت سے 1986ء تک جب پاکستان میں C-295 کو قانون کا حصہ بنایا گیا۔ ان ساٹھ سالوں میں توہین رسالت کے صرف دس مقدمات رجسٹر ہوئے جبکہ ایک اخبار کے اداریہ بعنوان توہین رسالت کا فسادی قانون' کے مطابق

'1986ء سے 2009ء تک 23 سالوں کے دوران 964 افراد کو ملزم کیا گیا۔ جن میں سے 479 مسلمان، 340 قادیانی، 19 عیسائی، 14 ہندو اور 10 دیگر تھے'۔

(اخبار بزنس ریکارڈر 27 نومبر 2010ء)

ان مقدمات پر تبصرہ کرتے ہوئے آئی-اے رحمان صاحب نے لکھا (ترجمہ)

'سیکشن 295C کے غلط استعمال کے خطرات جلد سچے ثابت ہوئے۔ زیادہ تر عیسائیوں اور احمدیوں کے خلاف توہین رسالت کے الزامات کی بوچھاڑ سے لگا کہ قانون یہ جرائم پیدا کر رہا ہے جو پہلے شاذ و نادر تھے۔ تین بدنما حقائق کھل کر سامنے آگئے۔

(الف) بکثرت اس قانون کو کاروباری رقابت، جائیداد ہتھیانے یا کسی ذاتی انتقام کے لئے استعمال کیا گیا۔

(ب) کئی مولویوں نے بے کس لوگوں کے خلاف FIR درج کروانا ایک نفع بخش کاروبار کے طور پر اپنا لیا۔

(ج) قدامت پرستوں نے عدالتوں کا گھیراؤ کر کے عدلیہ کو دباؤ میں رکھا'

(ڈان انگریزی 25 نومبر 2010ء)

اس مضمون کا ایک اور جملہ ہے 'کئی سالوں سے C-295 فرقہ پرست جنگجوؤں کے ہاتھوں میں ایک ہتھیار بن چکا ہے'۔

کئی سال پہلے ایمنسٹی انٹرنیشنل کی بھی یہی رائے تھی (ترجمہ) ''ان بیشتر مقدمات کا باعث ملزمان کی توہین آمیز حرکات نہیں بلکہ اقلیتی جماعتوں کے افراد سے نفرت اور ان سے ذاتی دشمنی، پیشہ ورانہ رقابت اور معاشی چپقلش ہیں''۔

(Washington Post, May 19, 2002)

اس قانون کے تحت ہزار کے قریب دائر مقدمات کی صفائی میں وزارت داخلہ کی ایک حالیہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ:

''توہین رسالت کا قانون غلط استعمال نہیں ہوا کیونکہ کسی ملزم کو عملاً سزائے موت نہیں ہوئی۔''

(دی نیوز یکم دسمبر 2010ء)

اس بیان صفائی میں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس الزام میں کتنے بے گناہ اپنی زندگیوں کے کتنے قیمتی سال بے جا طور پر جیلوں میں بند رہے اور کتنے اب بھی جرمِ بے گناہی کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اور نہ یہ بتایا گیا کہ ان عدالتوں سے رہائی پانے والے 32 افراد ماورائے قانون قتل کئے گئے۔ تاہم اس اعتراف سے یہ ضرور ظاہر ہے کہ یہ مقدمات بے بنیاد تھے اور ان میں ایسے ثبوت مہیا نہ تھے جو ملزموں کو سزاوار کرتے۔

توہین سے متعلق قانون کا غلط استعمال کوئی نئی بات نہیں۔ تورات میں اللہ تعالیٰ کی توہین قابل تعزیر تھی۔ اس قانون کے بداستعمال کا ایک واقعہ تورات میں یوں بیان ہوا ہے کہ ایک شخص کسی سے زمین کا ایک ٹکڑا خریدنے میں ناکام رہا تو اس کی بیوی نے زمین کے مالک کے خلاف سازش کی اور دو افراد کو مقرر کیا کہ وہ اس کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے خدا پر لعنت کی ہے۔ اس گواہی پر لوگوں نے اس شخص کو سنگسار کر کے مار دیا تب زمین کے متلاشی نے مرنے والے کی زمین پر قبضہ کر لیا۔

(سلاطین-1 باب 21)

اس قانون کی آڑ لے کر ہی یہودی فریسیوں نے حضرت عیسیٰؑ کا انکار کیا اور ان کے اپنے بارے میں یہ کہنے پر کہ تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ انہیں اللہ کی توہین کا مجرم قرار دیا اور قتل کا سزاوار جانا۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ اس پر سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑے اور کہا:

'دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے'۔

(متی 64:26)

(باقی آئندہ)

❀❀❀

تعمیر مساجد فنڈ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے 1952ء میں تعمیر مساجد فنڈ کی ایک مد جاری فرمائی تھی جس میں جماعت کے ہر طبقہ کو حصہ لینے کی تحریک فرمائی تھی۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے اس مد کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاددہانی کے سلسلہ میں خطبہ جمعہ 11 ر نومبر 2005ء میں فرمایا:

''اس ضمن میں مجھے یاد آیا کہ ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی''۔ مذکورہ خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ نے بچوں کو خصوصی طور پر مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے تو عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے''۔

پھر فرمایا: ''اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں، ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مَدّ میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارے میں اپنے بچوں کی تربیت کریں''۔

(نظارت بیت المال آمد قادیان)

دعاؤں کی عادت ڈالیں اور یہی روح اپنی اولاد میں بھی پیدا کریں۔

(ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بقیہ: خطبہ حجۃ الوداع انسانی حقوق کا مکمل منشور از صفحہ 11

خطبہ حجۃ الوداع کے آخر میں سید الوریٰ محمد مصطفی ﷺ نے حاضرین سے دریافت فرمایا: ’’کیا میں نے اللہ کا پیغام اچھی طرح سے پہنچا دیا ہے؟ عرض کی گئی۔ جی ہاں آپ نے پیغام پہنچا دیا ہے‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’اللّٰھُمَّ اشھد‘‘ اے اللہ تو بھی گواہ رہ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ جب تک مسلمانوں نے خطبہ حجۃ الوداع کے مطابق عمل کیا وہ انسانی حقوق ادا کرنے کے سلسلہ میں صف اول میں شمار ہوتے تھے۔ اور جب بے اعتنائی برتی تو انحطاط کا شکار ہو گئے۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی بعثت ثانیہ کے مظہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی غرض کے لئے مبعوث فرمایا ہے کہ وہ انسانوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائیں۔

چنانچہ آپ نے اور آپ کے خلفاء کرام نے نظام وصیت، نظام تحریک جدید اور مختلف قسم کی تحریکات حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے جاری فرمائی ہیں۔ عصر حاضر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصرا عزیزا کو اس مقصد کے لئے منصب خلافت پر متمکن فرمایا ہے۔ اب حقوق انسانی کی صحیح رنگ میں ادائیگی خلافت احمدیہ کا دامن تھامے بغیر ممکن نہیں۔ آج نہیں تو کل یہ ہو کر رہے گا۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ (المجادلہ 58_22) اللہ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے اختتام پر آنحضرت ﷺ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُبَلِّغُهُ اَنْ یَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ. (بخاری کتاب المغازی باب حجۃ الوداع)

جو یہ خطبہ سن رہا ہے وہ اس خطبہ کو اُس شخص تک پہنچا دے جو یہاں حاضر ہو کر خطبہ نہیں سن سکا۔ ہو سکتا ہے جسے یہ خطبہ پہنچایا جائے وہ زیادہ توجہ سے سننے والا ہو۔

اے سرزمین جرمنی!! تو بھی گواہ رہ کہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس نصرہ اللہ نصراً عزیزاً کی زیر قیادت ایم۔ ٹی۔ اے کے ذریعہ سیدنا محمد مصطفی ﷺ کا پیغام حجۃ الوداع ایک بار پھر بنی نوع انسان کو سنا دیا گیا ہے۔ تا وہ اُس تباہی سے بچ جائیں جو ان پر گناہوں اور غریب اقوام پر ظلم و زیادتیوں کی وجہ سے منڈلا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(**نوٹ**: وقت کی قلت کی وجہ سے تقریر کے بعض حصے پڑھے نہیں جا سکے تھے۔ اس اشاعت میں وہ بھی افادہ قارئین کے پیش نظر شامل کر دئے گئے ہیں۔) ❁❁❁

تحریک جدید کے تعلق سے ضروری گزارش

احباب جماعت احمدیہ بھارت کیلئے

جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ تحریک جدید ایک الٰہی تحریک ہے جسے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1934 میں اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق جاری فرمایا اور اس حقیقت کا بھی ہمیں علم ہے کہ اس تحریک کے جاری ہوتے ہی شمع احمدیت کے پروانوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور مالی نظام میں عظیم الشان مثالیں قائم کیں جو کہ تاریخ احمدیت میں زندہ جاوید ہیں۔

جملہ احباب جماعت بھارت سے گزارش ہے کہ تحریک جدید کا سال اکتوبر 2012 کو ختم ہو رہا ہے اس جہت سے ہمارے پاس صرف ڈیڑھ ماہ ہی بچا ہے سو ہمیں اپنے وعدہ وصولی کا بطور خاص جائزہ لے لینا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بقایادار اور نادہند میں شمار ہو جائیں اور اس تحریک میں شامل ہونے کے اجر سے محروم ہو جائیں۔ سو ہمیں چاہیئے کہ ہم جلد از جلد اپنے حلقہ کے سیکریٹری تحریک جدید سے رابطہ کر کے اپنے وعدہ کی ادائیگی کریں۔

اُمید ہے کہ امراء وصدر صاحبان وسرکل انچارج صاحبان وسیکریٹریان تحریک جدید بھی اپنے اپنے حلقہ کے احباب ومستورات وبچگان کی ادائیگیوں کو چیک کریں گے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

’’چندہ عام کے بعد تحریک جدید کا چندہ سب سے اہم ہے۔ یہ بڑی برکتوں کا حامل ہے۔ اس نے ابتداء ہی سے جماعت کی مالی قربانیوں پر حیرت انگیز طور پر اچھا اثر ڈالا ہے۔ اس قربانی کا فلسفہ حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرماتے ہوئے اس امر کی بھرپور تلقین فرمائی کہ ہر جہت سے بچت عمل میں لاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ استطاعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 نومبر 1993ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تحریک جدید کی مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور بروقت وصولی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

قائم کردی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگہ سے دیکھتے ہیں گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔‘‘

اسی طرح حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’سو جو مذہب دنیا میں پھیل جائے اور جم جائے اور عزت اور عمر پا جائے وہ اپنی اصلیت کی رو سے ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ پس اگر وہ تعلیم قابل اعتراض ہے تو اس کا سبب یا تو یہ ہوگا کہ اس نبی کی ہدایتوں میں تحریف کی گئی ہے۔ اور یا یہ سبب ہوگا کہ ان ہدایتوں کی تفسیر کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اور یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود ہم اعتراض کرنے میں حق پر نہ ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس وقت اسلام عملی رنگ میں دنیا کا پہلا مذہب اور تعداد کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ اس لئے دنیا کے دوسرے مذہبوں کو اسلام کی عزت کرنی چاہیئے اور آنحضرت ﷺ کے مقام کو سمجھنا چاہیئے۔ اگر ہم دیگر مذاہب کے انبیا کی عزت وتکریم کرتے ہیں تو یہ بات ہم نے آنحضرت ﷺ سے سیکھی ہے۔ مخالفین اسلام آنحضرت ﷺ کی نازیبا تصاویر بناتے ہیں ہم کسی مذہب کے نبی کو نازیبا الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ پہلے خود یہ لوگ جذبات بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ مسلمان ہی فسادی ہیں ان کے خلاف ہر طرح کی کاروائی کرو۔ آج ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کی خوب تشہیر کرنی چاہیئے تاکہ دنیا کو حقیقی اسلام کا علم ہو۔ دنیا کو پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ کا حقیقی مقام ہمارے دل میں کیا ہے۔ آپؐ کے عشق ومحبت کی شمع اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ہی جلائی ہے۔ ہمارا کام ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک آنحضرت ﷺ کی سیرت پہنچائیں۔ خطبہ معہ کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مولوی نصر اللہ خان صاحب کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

منقولات

منگل 18 ستمبر 2012ء بمطابق 30 شوال المکرم 1433ھ

The daily Akhbar-e-Mashriq
Calcutta,18.10.12

احمدیہ مسلم جماعت خاتم النبیین حضرت محمدؐ کی ناموس کی حفاظت کیلئے ہر قربانی کیلئے تیار ہے: مولانا شیخ مجاہد احمد شاستری

کلکتہ، 17 ستمبر: اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو فسادات اور مصائب میں مبتلا کرنے کیلئے نت نئے سامانوں سے لیس ہو کر حملہ کر رہی ہیں۔ انہیں حملوں میں سے ایک حالیہ توہین رسالت پر مبنی فلم کا بنایا جانا ہے۔ اس فلم کا اصل مقصد مسلمان ممالک میں امن وامان کو تباہ کرنا اور سوزش وفسادات کو ہوا دینا ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت آنحضرت ﷺ کی ناموس کی حفاظت کیلئے قرآن واحادیث کی روشنی میں ہر قربانی کیلئے ہمیشہ تیار ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ناموس رسالت کیلئے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا انعقاد ہو یا قرآن مجید کی اشاعت اور غیروں میں تقسیم کا معاملہ ہو، مخالف اسلام ملعون پادری ٹیری جونس کو پیغام حق پہنچانا ہو یا آنحضرت ﷺ کے ناپاک کارٹون بنانے والے ڈنمارک کے پادریوں کا منہ توڑ جواب دینا ہو۔ احمدیہ مسلم جماعت ہر میدان میں آنحضرت ﷺ کی ناموس کی حفاظت کیلئے سینہ سپر ہے۔ یہ بات احمدیہ مسلم جماعت کے سکریٹری پریس کمیٹی مولانا شیخ مجاہد احمد شاستری نے جاری پریس نوٹ میں بتائی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ دنوں شائع خبر ’’توہین آمیز فلم معاملے میں قادیانی امریکہ کی حمایت میں کھڑے ہوگئے‘‘ غلط اور بے بنیاد ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت قرآن مجید کی روشنی میں اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ناحق کسی بھی انسان کا خون بہانا ظلم وزیادتی ہے۔ دہشت گردی، فسادات اور انتہا پسندی کی اسلام میں کہیں کوئی جگہ نہیں ہے۔ امام عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت حضرت مرزا مسرور احمد نے 14 ستمبر کے خطبہ جمعہ میں مسلم ممالک میں قیام امن کیلئے عالمگیر دعا کی تحریک فرمائی ہے۔ اور خصوصاً مسلم ممالک اور دنیا میں قیام امن کیلئے امریکہ، اسرائیل اور ایران کے سربراہان کو ماہ فروری میں خطوط لکھے ہیں جس میں آپ نے سربراہان کو انصاف اور عدل کے قیام کی نصیحت فرمائی ہے تاکہ دنیا امن کا گہوارہ بنے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ امریکہ کی حمایت کرتی ہے سراسر جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔

SAHARA KOLKATA p4 22.09.2012

’جماعت احمدیہ پر عائد کردہ الزامات بے بنیاد‘

مورخہ 20 ستمبر کے شمارہ اخبار راشٹریہ سہارا کے صفحہ نمبر 2 پر سید علی کی طرف سے جماعت احمدیہ کے خلاف جو پریس ریلیز شائع ہوئی ہے اسے پڑھ کر بہت دکھ اور افسوس ہوا۔ سید علی نے جماعت احمدیہ کو ’کافر معتوب اور مردود فرقہ‘ کا فرانہ ادا ’مسیحیوں اور یہودیوں کے ایجنٹ امریکہ اور برطانیہ کے دلال، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے وغیرہ جیسے تہمت لگائے ہیں جو سراسر الزام تراشی اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ جماعت احمدیہ کے امام مرزا مسرور احمد پر لگائے گئے الزامات بھی بے بنیاد ہیں۔ جہاں تک پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی بات ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ افراد جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت کرتے ہیں۔ سید علی کا یہ بیان کہ پادری ٹیری جونس، اسرائیلی تنزیل سام، سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کے زمرہ میں جماعت احمدیہ کو شامل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے جو توہین اسلام کرنے والوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ سید علی کا یہ بیان فرقہ وارانہ بیان ہے۔ اس بیان سے شر وفساد کا خدشہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ سید علی کو اس طرح کے بیان سے گریز کرنا چاہیے۔ (عبدالحمید کریم احمدیہ پریس کمیٹی)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 61 Thursday 11 OCT 2012 Issue No :41

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مذہبی پیشوایان کی عزت واحترام کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کاوشوں کا حسین تذکرہ

ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام ہے دنیادار کی نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

آج دنیا کے سامنے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورت تعلیم کو رکھنا ہے۔ ۲۱ ستمبر ۲۰۱۲ کے خطبہ جمعہ اور لائف آف محمد کتاب کی بکثرت اشاعت کا ارشاد

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 28 ستمبر 2012 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ گزشتہ جمعہ کو جب میں جمعہ پڑھانے مسجد میں آیا تو کار سے اُترتے ہی میں نے دیکھا کہ ایک بڑی تعداد میڈیا کے نمائندوں کی سامنے کھڑی تھی۔ میرے پوچھنے پر امیر صاحب نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جو مسلمانوں میں ردعمل ہے یہ لوگ احمدیوں کا ردعمل دیکھنے آئے ہیں۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کا کام ہے جو اتنی بڑی تعداد میں میڈیا کو کھینچ کر لا یا پھر میرے دل میں بھی یہ خیال ڈالا کہ اس موضوع پر کچھ کہنا چاہیئے۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ بعد کے حالات نے بھی ثابت کیا کہ اس موضوع پر بولنے میں خدا تعالیٰ کی تائید تھی۔ میں جو پیغام دینا چاہتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے غیروں میں بھی کافی وسیع تعداد میں پہنچا دیا۔ جمعے کے بعد امیر صاحب نے کہا کہ میڈیا اس بارے میں براہ راست آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہے میں اس لئے ان کے پاس گیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور ناموس کی خاطر اور بانی اسلام کی تعلیم کی خاطر میرا کوئی پیغام دنیا تک پہنچ سکتا ہے تو پہنچاویں۔ جب میں کمرے میں گیا تو اخباری نمائندوں کے علاوہ نیوزی لینڈ ٹی وی۔ بی بی سی۔ فرانس ٹی وی کے نمائندے اور دیگر نمائندگان بھی موجود تھے۔ نیوزی لینڈ کے نمائندے نے سوال کیا آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ میں نے جواباً کہا۔ پیغام تو تم سن چکے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ مسلمان کے لئے قابل تقلید ہے۔ مسلمان کا ردعمل ایک لحاظ سے ٹھیک ہے گو اس کا اظہار غلط طریق سے بعض جگہ ہو رہا ہے۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام ہے دنیادار کی نظر اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس لئے دنیا والوں کو احساس نہیں ہے۔ نیوزی لینڈ کے نمائندہ نے کہا آپ نے کہا ہے کہ یہ لوگ جہنم میں جائیں گے اس کا کیا مطلب ہے اس کو میں نے بتایا کہ ایسے لوگ جو اللہ کے پیاروں کا استہزا کرتے چلے جائیں اور سمجھانے کے باوجود نہ مانیں تو اللہ کی ایک تقدیر ہے جو انہیں عذاب میں ڈال دے گی وہ چپ ہوگیا۔ اس نے اپنی خبر میں جو نیوزی لینڈ میں بھجوائی جماعت کے حوالے سے پہلی بار نیوزی لینڈ ٹی وی چینل میں خبر نشر ہوئی اس خبر میں خطبہ کے ترجمہ کے الفاظ کہ یہ لوگ جہنم میں جائیں گے بھی نشر کئے۔ لیکن اس میں شرافت تھی کہ سیاق وسباق سے ہٹا کر جو ردعمل ہو سکتا تھا اس کی بجائے خبر پڑھنے والے نے میرا سوال وجواب دیکر کہا کہ یہ جماعت اچھی جماعت ہے اور یہ شدت پسندی میں یقین نہیں رکھتی۔ دیکھتے ہیں کہ ان کا پیغام دوسرے مسلمانوں پر کیا اثر کرتا ہے۔

بہرحال اس ذریعہ سے اسلام کا پیغام نیوزی لینڈ اور انٹرنیٹ سے دنیا کے حصوں میں پہنچ گیا۔ اگر ہم کوشش بھی کرتے تو اسلام و احمدیت کا تعارف اس طرح نہ پہنچتا۔ لہٰذا نیوزی لینڈ جماعت کو اب کوشش کرنی چاہیئے کہ احمدیت کا پیغام ملک کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ نیوزی لینڈ والوں کو چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے حوالے سے بھرپور پروگرام بنائیں۔

نیوز نائٹ کے رپورٹر نے کہا کہ میں نے فلم دیکھی ہے اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں یہ تو ہلکا سا مذاق تھا۔ میں نے اسے کہا کہ پتہ نہیں تم نے کس طرح دیکھا اور تمہارے معیار کیا تھے۔ آنحضرت ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کا بلند مقام ایک مسلمان کے دل میں جس طرح ہے تم اسے نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے فلم تو نہیں دیکھی لیکن ایک دو باتیں جو دیکھنے والوں نے بتائیں ہیں وہ ناقابل برداشت ہیں ان باتوں کو سن کر ہی خون کھولتا ہے۔ دیکھنے کا سوال ہی نہیں میں نے اس سے کہا کہ اگر تمہارے باپ کو کوئی گالی دے تو تم ردعمل دکھاؤ گے یا نہیں اس فقرہ کو میڈیا نے اخبارات نے ویب سائٹ نے بہت اچھالا اور اس پر بہت سارے تبصرے ہوئے۔ ایک شخص نے لکھا کہ میں نے بہت سارے لوگوں کے تبصرے سنے اور ردعمل پڑھا لیکن کسی نے یہ توجہ نہیں دلائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجو۔ یہ توجہ صرف جماعت احمدیہ نے دلوائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کا دنیا کو علم ہو گیا اور حقیقی مسلمان کا ردعمل بھی معلوم ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور تائید ہے ورنہ ہم اپنی کوشش سے اپنا موقف اس طرح ساری دنیا تک نہیں پہنچا سکتے تھے اب اس کو آگے بڑھانا ہر جگہ کی جماعت کا اپنا کام ہے۔ مرکز کی طرف سے ہدایت اور طریق پہنچ جائیں گے۔ حضور انور نے فرمایا عام احمدی جو میری بات سن رہے ہیں ان کو چاہیئے کہ اس موقعہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے اپنے عمل سے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں۔ ساتھ ہی مرکزی متعلق دفتر میرے گزشتہ خطبہ کا ترجمہ وسیع طور سے پھیلائیں۔ پریس کے حوالے سے ذکر کریں۔ اور اس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے حسین پہلوؤں کو پیش کریں مرکزی ویب سائٹ کا پتہ دیں۔ اپنے علاقہ کی لائبریریوں میں آنحضرت ﷺ کی سیرت پر کتب رکھوائیں۔ اگر مفت بھی دینی پڑیں تو دیں۔ مثلاً لائف آف محمد۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کتاب ہے جس کا انگلش ترجمہ ہو چکا ہے۔ جس میں سیرت کے تمام پہلوؤں کو کور کیا گیا ہے۔ اسکی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہونی چاہئے۔ وکیل اشاعت اور تصنیف رپورٹ کریں کہ کس کس زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ آج دنیا کے سامنے ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورت تعلیم کو رکھنا ہے۔ آج یہ کام ایک لگن کے ساتھ صرف جماعت احمدیہ ہی کر سکتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سیمینار بھی ہوں جلسے بھی ہوں جن میں غیروں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بلائیں۔ گزشتہ خطبہ جمعہ کو ایک چھوٹے پمفلٹ کی صورت میں شائع کریں۔ اس کام میں زیادہ دیر نہ کریں یہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے اور ایسی وحشیانہ حرکتیں ایک ملک سے دوسرے ملک میں پھیلاتے چلے جائیں گے۔ فرمایا ایک دو دن پہلے اسپین نے پھر خاکے شائع کئے ہیں۔ ان لوگوں کا منہ بند کرنے کے لئے اور شرفا تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پہنچانے کے لئے بھرپور طریق سے کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ دنیا کی بدامنی کی جو حالت ہے اس کو دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ قیصریہ میں اسلام کی تعلیم بیان فرمائی ہے۔ اس پیغام کی تشہیر کی آج ضرورت ہے۔ اس کو پمفلٹ کی شکل میں چھاپ دینا چاہیے۔ اس کام میں بھی دیری نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ملکہ وکٹوریہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

’’سو یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔ بلکہ ایسا شخص جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور اپنی سزا کو پہنچ جاتا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے ہمیں چاہئے کہ ہم ان تمام لوگوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور ان کو سچا سمجھیں جنہوں نے کسی زمانہ میں نبوت کا دعوی کیا اور پھر وہ دعوی ان کا جڑ پکڑ گیا اور ان کا مذہب دنیا میں پھیل گیا اور استحکام پکڑ گیا اور ایک عمر پا گیا اور اگر ہم ان کے مذہب کی کتابوں میں غلطیاں پائیں یا اس مذہب کے پابندوں کو بدچلنیوں میں گرفتار مشاہدہ کریں تو ہمیں نہیں چاہیے کہ وہ سب داغ ملامت ان مذاہب کے بانیوں پر لگاویں۔ کیونکہ کتابوں کا محرف مبدل ہو جانا ممکن ہے۔ اجتہادی غلطیوں کا تفسیروں میں داخل ہو جانا ممکن ہے۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص کھلا کھلا خدا پر افترا کرے اور کہے کہ میں اس کا نبی ہوں اور اپنا کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ حالانکہ وہ خدا کا نبی نہ ہو اور نہ اس کا کلام خدا کا کلام ہو اور پھر خدا اس کو سچوں کی طرح مہلت دے اور سچوں کی طرح اس کی قبولیت پھیلائے۔

لہٰذا یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اس کے صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑ ہا لوگ اس مذہب میں آ گئے۔ یہ اصول نہایت نیک ہے اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالف امن عامہ خلائق ہیں اُٹھ جائیں‘‘

سیدنا حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے بصیرت افروز اقتباس کو جاری رکھتے ہوئے صلح کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

’’پس یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم اُن تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)